احمدی نوجوانوں کے لئے
ماہنامہ
خالد
ربوہ
اس شمارے میں
○ کلام الامام
○ تعارف کتب
○ رحمتہ للعالمین کی قبولیت دعا کی چند جھلکیاں
○ لوٹ آؤ کہ ڈر نہ جائیں ہم
○ کیلا۔ ایک مکمل غذائی پھل
○ بس کہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا
○ آپ کی پسند
○ نپولین کا قتل
اس کے علاوہ اور بہت کچھ
جنوری 1991ء
ایڈیٹر
مبشر احمد ایاز

کلام الامام۔ امام الکلام

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو

"یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی۔ اور ایک بڑا درخت ہوجائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعوی بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلاء سے لغزش کھائے گا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا اور بد بختی اس کو جہنم تک پہنچائے گی۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا تھا۔ مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا ان سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی وہ آخر فتح یاب ہونگے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے"۔ (الوصیت صفحہ ۲۔ ۱۲)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ماھنامہ

خالد

ربوہ

جنوری 1991ء

صلح 1370ھش

ایڈیٹر

مبشر احمد ایاز

جلد 38۔شمارہ 3

قیمت فی پرچہ 3 روپے

سالانہ 30 روپے

قارئین خالد کو

نیا سال مبارک ہو

فضل خدا کا سایہ ہم پہ رہے ہمیشہ
ہر دن چڑھے مبارک ہر شب بخیر گذرے

پبلشر۔ مبارک احمد خالد، پرنٹر قاضی منیر احمد
مطبع، ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت دفتر ماھنامہ خالد دار الصدر جنوبی ربوہ

اداریہ

ایک برس اور

دیکھتے ہی دیکھتے ایک اور برس گزر گیا۔ یہ سال بھی عجیب وغریب اور تحیر کن انقلابات کا سال تھا۔ جو کہ دنیا کے نقشہ پر اور تاریخ اور سیاست کی کتابوں میں ناقابل یقین تبدیلیاں پیدا کر گیا۔ پتہ نہیں ابھی اور کیا کیا کچھ ہوگا لیکن ہمیں یہ یقین ضرور ہے کہ یہ جو کچھ بھی ہوا یا جو کچھ بھی ہو رہا ہے اور ہوگا یہ سب محض ایک اتفاق نہیں ہے۔ بلکہ خداوند ذوالجلال والاکرام کی تقدیر کے مطابق ہو رہا ہے اور وہ تقدیر اور الٰہی منصوبہ یہ ہے کہ احمدیت یعنی دین حق کا غلبہ ہو۔ اور تمام بنی نوع انسان خدائے واحد کی عبادت کرے اور ساری دنیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے پیغام کو قبول کرے۔ جانے والا سال ہمیں بہت کچھ دے گیا اور ہم سے بہت کچھ لے گیا۔ ہمیں سوچنا چاہیئے کہ ہم نے کیا کھویا اور کیا پایا۔ بیشک یہ سال بھی ہمیشہ کی طرح احمدیت کے دشمنوں کو ناکامیوں اور حسرتوں میں بڑھا گیا اور ان کا امن وسکون اور خوشیاں لے گیا اور بحیثیت مجموعی خدا کے بے بہا اور نہ ختم ہونے والے فضل اور اس کی رحمتیں ہماری جھولی میں ڈال گیا۔ البتہ انفرادی طور پر ہمیں ضرور دیکھنا ہوگا کہ روحانیت کے میدان میں ہم نے کیا ترقی کی ہے؟ خدا اور اس کے رسول کے حکموں پر کہاں تک عمل کرتے رہے ہیں؟ بنی نوع انسان سے ہمدردی اور پیار میں کتنا اضافہ ہوا ہے؟ خلیفۃ المسیح کے ارشادات پر کہاں تک عمل ہوتا رہا ہے؟ پس ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے نئے سال میں قدم رکھیں۔ خوشی اور تشکر کے آنسوؤں سے اپنی آنکھوں کو تر کرتے ہوئے، خداوند تعالیٰ کی حمد کے گیت گاتے ہوئے نئے سال کا آغاز کریں۔ اپنی گذشتہ کوتاہیوں سے معافی مانگتے ہوئے، دعائیں کرتے ہوئے نئے سال میں داخل ہوں۔ ہاں اپنی روز وشب کی ان دعاؤں میں ایک شخص کو کبھی بھی نہ بھولیں۔ وہ ایک شخص جو سارے شہر کو ویران کر گیا، وہ ایک شخص جو اپنے سینے پہ غم کا طور لئے پھر رہا ہے، وہ ایک شخص جو اپنے کاندھوں پر سارے جہان کے دکھوں اور مصیبتوں کی صلیب اٹھائے ہوئے ہے، ہاں! ہاں!! وہ ایک شخص کہ "ان گنت راتیں جو تیرے درد سے سویا نہیں"۔ اس کی صحت و عافیت کے لئے دعائیں کریں۔ دعا کریں کہ روح القدس کی تائید اسے حاصل رہے، ہر گام اور ہر جگہ فرشتوں کا لشکر اس کے ساتھ ساتھ ہو، خدا کرے کہ جلد از جلد فتح وظفر کے پرچم اڑاتے ہوئے وہ کامیابی اور کامرانی کے ساتھ واپس اپنے ملک میں آسکیں۔ خدا کرے کہ ایسا ہو اور بہت جلد ہو۔ آمین

قسط سوم آخری

رحمت للعالمینؐ کی قبولیت دعا کی چند جھلکیاں

تحریر: حافظ مظفر احمد صاحب

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معجزانہ دعاؤں کے اثرات اور برکات مال اور رزق میں خارق عادت برکت کے رنگ میں بھی ظاہر ہوئے، حضرت جابرؓ کے والد حضرت عبداللہؓ احد میں شہید ہوگئے تھے اور ان کے ذمہ یہودی ساہوکاروں کا کچھ قرض تھا جو حضرت جابرؓ سے مطالبہ قرض میں سختی کر رہے تھے یہاں تک کہ حضرت جابرؓ نے ان کو یہ پیشکش بھی کر دی کہ اس سال ان کے کھجوروں کے باغ کا سارا پھل قرض خواہ لے لیں اور میرے والد کو قرض سے بری الذمہ قرار دے دیں مگر یہودی بنیوں کی نظریں تو رس المال یعنی باغ پر تھیں رسول کریمؐ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپؐ نے خود جا کر جابر کی سفارش یہودی قرض خواہوں سے کی اور کہا کہ سارا پھل لے کر قرض وصول کر لیں مگر یہودیوں نے نہیں ماننا تھا نہ مانے تب خدا کے رسولؐ کو اپنے ایک شہید صحابیؓ کے بیٹے کو سخت ابتلا میں پا کر دعا کا جوش پیدا ہوا تو از خود حضرت جابرؓ سے فرمایا کہ باغ بہرحال یہود کے حوالے نہیں کرنا ہم صبح خود تمہارے باغ میں آئیں گے۔ چنانچہ آپؐ باغ میں تشریف لے گئے اور اس میں چکر لگایا اور اس کے پھل میں برکت کی خاص دعا کی اور جابرؓ سے کہا کہ اب پھل کٹوا کر ہر نوع کی کھجوروں کا ایک ڈھیر لگوا دو یہ کام ہو چکا تو آپؐ دوبارہ تشریف لائے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی آپؐ کے ساتھ تھے آپؐ نے فرمایا کہ قرض خواہوں کو بلاؤ، یہودی رسول کریمؐ کو دیکھ کر سخت چڑ گئے اور بہت ناراضگی کا اظہار کرنے لگے۔ نبی کریم نے کھجور کے بڑے ڈھیر کے گرد تین چکر لگائے اور پھر جابرؓ سے کہا کہ اب ان کو کھجوریں ماپ کر دینا شروع کر دو آپؐ اپنے سامنے کھجوریں ماپ کر دلواتے رہے اور پھر واپس تشریف لے آئے۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے جابرؓ کا سارا قرض ادا کر دیا۔ جابرؓ کہا کرتے تھے کہ خدا کی قسم! میں تو اس بات پر بھی راضی تھا کہ کھجور کا ایک دانہ بھی گھر نہ لے جاؤں اور باغ کے سارے پھل کے عوض کسی طرح قرض ادا ہو جائے۔ مگر رسول کریمؐ کی دعا کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نے فضل فرمایا اور جس ڈھیر سے رسول اللہؐ نے ماپ کر دینا شروع کیا تھا وہ ختم نہ ہوا تھا کہ قرض ادا ہو گیا جو تقریباً ۳۰ وسق یعنی ۱۰۰ من سے بھی زائد تھا اور اس کے علاوہ ۱۹ وسق یعنی ۷۰ من سے زائد کھجور گھر کیلئے بھی بچ رہی قبولیت دعا کا یہ معجزہ جب پوری شان سے ظاہر ہو چکا تو حضرت جابرؓ نے رسول کریمؐ کی خدمت میں نماز مغرب میں حاضر ہو کر اس کی تفصیل عرض کی آپؐ نے فرمایا کہ جاؤ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو اس واقعہ کی تفصیل بتاؤ جابرؓ کہتے ہیں کہ میں ان کو بتانے گیا تو وہ دونوں کہنے لگے کہ جب رسول کریمؐ صبح باغ میں گھومے تھے ہمیں تو اسی وقت اندازہ ہو گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ ضرور تمہارے پھل میں خارق عادت برکت ڈال دے گا۔

(بخاری کتاب المغازی غزوہ احد و کتاب الاستقراض جارفہ)

حضرت مقدادؓ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرے دو ساتھی بھوک اور فاقوں سے ایسے بدحال ہوئے کہ ساعت و بصارت بھی متاثر ہو گئی۔ ہم نے محتاجی کے اس عالم میں صحابہؓ رسولؐ سے مدد چاہی مگر کوئی بھی ہمیں مہمان بنا کر پاس نہ رکھ سکا بالآخر ہم رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور حضورؐ ہمیں اپنے گھر لے گئے آپؐ کے گھر میں تین بکریاں تھیں آپؐ نے ہمیں فرمایا ان بکریوں کا دودھ دوہ لیا کرو۔ ہم چاروں پی لیا کریں گے چنانچہ یوں گزارہ ہونے لگا ہم تینوں دودھ کا اپنا حصہ پی کر رسول کریمؐ کا حصہ بچا کر رکھ لیتے تھے آپؐ رات کو تشریف لاتے پہلے ہلکی آواز میں سلام کرتے کہ سونے والے جاگ نہ جائیں اور جاگنے والا سن لے۔ پھر اپنی جائے نماز پر نماز پڑھ کر اس جگہ آتے جہاں آپؐ کے حصہ کا دودھ رکھا ہوتا تھا اور دودھ پی لیتے تھے ایک رات شیطان نے میرے دل میں خیال ڈالا کہ دودھ کا اپنا حصہ پی کر میں سوچنے لگا کہ یہ جو حضورؐ کیلئے تھوڑا سا دودھ بچا کر

رکھا ہے۔ اس کی آپؐ کو ضرورت ہی کیا ہے آپؐ کی خدمت میں تو انصار تحفے پیش کرتے رہتے ہیں۔ اور آپؐ ان میں سے کھا پی لیتے ہوں گے یہ سوچ کر میں نے حضورؐ کے حصہ کا دودھ بھی پی لیا جب اس سے پیٹ خوب بھر چکا اور یقین ہو گیا کہ اب رسول کریمؐ کیلئے کوئی دودھ باقی نہیں رہا تو اپنے کئے پر سخت ندامت کا احساس ہونے لگا کہ تیرا برا ہو تو نے کیا کیا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ بھی ہڑپ کر گیا۔ اب رسول کریمؐ آئیں گے اور حسب معمول جب دودھ اس جگہ نہیں ملے گا تو ضرور تمہارے خلاف کوئی بد دعا کریں گے اور تو ایسا ہلاک ہو گا کہ دنیا و آخرت تباہ ہو جائیگی۔

مقداد اپنی اس وقت کی مالی تنگی کا حال بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میرے پاس صرف ایک اوڑھنے کی چادر تھی وہ بھی اتنی مختصر کہ سر ڈھانپتا تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور پاؤں ڈھانکتا تو سر ننگا رہتا تھا۔ اب اسی مخمصے اور بے چینی میں میری نیند اڑ گئی تھی جبکہ میرے دونوں ساتھی میٹھی نیند سو رہے تھے کیونکہ وہ میری حرکت میں شامل نہیں تھے۔

اسی اثناء میں رسول کریمؐ تشریف لے لائے آپؐ نے حسب عادت پہلے سلام کیا پھر اپنی جائے نماز پر جا کر نماز پڑھتے رہے پھر اپنے دودھ والے برتن کے پاس آکر ڈھکنا اٹھایا تو اس میں کچھ نہ پایا۔ ادھر آپؐ نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور ادھر مجھے یہ خوف کہ لو اب میرے خلاف بد دعا ہوئی اور میں مارا گیا مگر آپؐ نے جو دعا کی وہ یہ تھی اے اللہ! جو مجھے کھلائے تو اس کو کھلا، جو مجھے پلائے تو خود اس کو پلا۔۔۔۔ یہ سننا تھا کہ میں فوراً اٹھا چادر اوپر باندھی اور چھری لے کر رسول کریمؐ کی بکریوں کی طرف چل پڑا کہ ذبح کر کے حضورؐ کو کھلا کر آپؐ کی دعا کا وارث بنوں۔ جب میں سب سے موٹی بکری کو ذبح کرنے لگا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس کے تھنوں میں دودھ اترا ہوا ہے۔ حالانکہ شام کو دودھ نکالا تھا اور جب باقی بکریوں پہ نظر کی تو سب کا یہی حال دیکھا چنانچہ میں نے ان کو ذبح کرنے کا ارادہ ترک کر کے حضورؐ کے گھر کا دودھ کا برتن لیا اور بکریاں دوبارہ دوہ کر بھر لیا اور لے کر رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہو گیا آپؐ نے جب تازہ دودھ دوہا ہوا دیکھا تو خیال ہوا کہ ان بیچاروں نے بھی ابھی تک دودھ نہیں پیا اور پوچھنے لگے کیا تم لوگوں نے آج رات دودھ نہیں پیا۔ میں نے بات ٹالتے ہوئے کہا کہ حضورؐ بس آپ پئیں حضورؐ نے کچھ دودھ پی کر باقی مجھے دیتے ہوئے فرمایا کہ اب تم پی لو۔ میں نے کہا کہ آپؐ اور پئیں حضور نے اور پیا اور پھر مجھے دے دیا۔

اب دل کو تسلی ہوئی کہ رسول اللہؐ بھوکے نہیں رہے خوب سیر ہو چکے ہیں اور یہ خوشی بھی کہ آپؐ کی دعا کہ اے اللہ! جو مجھے پلائے تو اسے پلا بھی میرے حق میں قبول ہو چکی ہے۔ تو حضورؐ کا حصہ پینے کی اپنی حرکت کو یاد کر کے مجھے اچانک ہنسی چھوٹ گئی اتنی کہ میں لوٹ پوٹ ہو کر زمین پر گر پڑا۔ نبی کریمؐ نے فرمایا اے مقداد! تجھے کونسی اپنی عجیب حرکت یاد آئی ہے جس پر لوٹ پوٹ ہو رہے ہو تب میں نے رسول کریمؐ کو سارا قصہ کہہ سنایا کہ اس طرح آپؐ کے حصہ کا دودھ بھی پی لیا دعا کا حصہ دار بھی بنا اور دوبارہ دودھ پی لیا۔ نبی کریمؐ نے فرمایا یہ تو خدا تعالیٰ کی طرف سے (قبولیت دعا کے نتیجہ میں) خاص رحمت کا نزول تھا تم نے اپنے ساتھی کو جگا کر کیوں نہ اس دودھ میں سے پلا کر ان کے حق میں یہ دعا پوری کروائی میں نے عرض کیا اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اب مجھے جب اس برکت سے حصہ مل گیا تو مجھے کوئی پرواہ نہ رہی تھی کہ کوئی اور اس میں حصہ دار بنتا ہے کہ نہیں۔ (مسلم کتاب الاشربہ باب اکرام الضیف وفضل ایثار)

اپنے اصحاب کے لئے دلی جوش سے دعا کا ایک اور واقعہ حضرت ابو عامرؓ کا ہے جو جنگ اوطاس میں امیر مقرر کر کے بھجوائے گئے تھے۔ ابو موسیٰ اشعری بیان کرتے ہیں کہ میرے چچا ابو عامرؓ کو جنگ کے دوران گھٹنے میں تیر لگا۔ جب میں نے وہ تیر نکالا تو گھٹنے سے پانی نکلا۔ زخم بہت کاری تھا جان لیوا ثابت ہوا آخری لمحات میں ابو عامر نے ابو موسیٰ سے کہا اے بھتیجے! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا سلام کہنا اور میری طرف سے دعائے مغفرت کی خاص درخواست کرنا۔ یہ کہا اور جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ ابو موسیٰ یہ پیغام لے کر رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور سارا واقعہ بیان کیا جب اس

فقرے پر پہنچے کہ ابو عامرؓ نے دعائے مغفرت کی درخواست کی تھی، تو اپنے عاشق کی آخری خواہش سن کر بے قرار ہوگئے۔ فوراً پانی منگوا کر وضو کیا اور ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی۔
اے اللہ اپنے بندے ابو عامرؓ کو بخش دے۔ مگر اپنے اس فدائی کے لئے صرف بخشش کی دعا ہی نہیں مانگی ان کے درجات کی بلندی کی یوں دعا کی کہ اے اللہ! قیامت کے دن ابو عامرؓ کو اپنی بہت ساری مخلوق سے بلند مقام اور مرتبہ عطا کرنا۔ ابو موسیٰ اشعری کہتے ہیں میں نے جو دعا کی یہ مقبول گھڑی دیکھی تو عرض کیا کہ حضورؐ میرے حق میں بھی دعا کریں آپؐ نے دعا کی اے اللہ! عبداللہ بن قیس (ابو موسیٰ اشعری) کو بھی اس کے گناہ معاف کرنا اور قیامت کے دن ان کو معزز مقام میں داخل کرنا۔ (بخاری کتاب المغازی)
بے لوث خدمت کے نتیجہ میں دعا کا ایک اور واقعہ حضرت ابو ایوبؓ انصاری کا ہے۔ غزوہ خیبر سے واپسی پر جب رسول اللہؐ نے یہودی سردار حیی بن اخطب کی بیٹی صفیہؓ سے شادی کی تو نامعلوم حضرت ابو ایوبؓ انصاری کے ذہن میں عشق رسولؐ کے جذبہ اور حفاظت رسولؐ کے خیال سے کیا اندیشے پیدا ہوئے کہ ساری رات حضورؐ کے خیمہ عروسی کے گرد پہرہ دیتے رہے صبح رسول اللہؐ نے دیکھ کر پوچھا تو دل کا حال عرض کیا کہ آپؐ کی حفاظت کے لئے از خود پہرہ پر مامور ہوگیا تھا۔ رسول اللہؐ نے اس وقت دعا کی کہ اے اللہ! ابو ایوبؓ کو ہمیشہ اپنی حفاظت میں رکھنا جس طرح رات بھر یہ میری حفاظت پر مستعد رہے ہیں۔
یہ دعا بھی قبول ہوئی، حضرت ابو ایوبؓ نے بہت لمبی عمر پائی اور قسطنطنیہ میں آپؓ کا مزار آج بھی محفوظ اور زیارت گاہ خاص وعام ہے۔ (سیرت الحلبیہ جلد سوئم)
حضرت انسؓ بن مالک انصاری دس برس کے تھے کہ والدین نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ذاتی خادم کے طور پر پیش کر دیا۔ ایک دفعہ حضرت انسؓ کی والدہ حضرت ام سلیم نے آکر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ! یہ انسؓ آپ کا خادم ہے، اس کے لئے اللہ سے دعا کریں۔ آپؐ نے اسی وقت انسؓ کو دعا دی کہ اے اللہ! انسؓ کے مال و اولاد میں برکت دینا اور جو کچھ تو اسے عطا کرے اس میں برکت ڈالنا۔ (بخاری کتاب الدعوات باب دعوۃ النبی لخادمہ)
حضرت انسؓ خود بیان کرتے تھے کہ خدا نے یہ دعا میرے حق میں ایسے قبول فرمائی کہ میرا باغ سال میں دو مرتبہ پھل دیتا ہے اور میری زندگی میں میری اولاد بیٹے، بیٹیاں، پوتے، پوتیاں، نواسے، نواسیاں سب ملا کر اسی سے بھی زائد ہیں۔
حضرت انس نے ۱۰۳ سال عمر پائی۔ (اسد الغابہ و اکمال فی اسماء الرجال)
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا ایک کمال یہ بھی تھا کہ بعض دعاؤں کی قبولیت کے بارے میں قبل از وقت اطلاع فرما دیا کرتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ حضورؐ حضرت انسؓ بن مالک کے گھر تشریف لے گئے اور وہاں کچھ دیر آرام فرمایا، دریں اثناء آپؐ کی آنکھ لگ گئی اٹھے تو مسکرا رہے تھے انسؓ کی خالہ ام حرام نے مسکرانے کی وجہ پوچھی تو آپؐ نے فرمایا کہ مجھے سمندر پر سفر کرنے والے بعض اسلامی لشکروں کا نظارہ کروایا گیا ہے۔ جو بادشاہوں کی طرح گویا تختوں پر بیٹھے ہوئے یہ سفر کر رہے ہیں۔ حضرت ام حرام کو کیا سوجھی کہ عرض کیا یا رسول اللہؐ! آپؐ دعا کریں میں بھی ان خوش نصیبوں میں شامل ہوجاؤں۔ آپؐ نے اپنی اس مخلص اور خدمت گزار مرید کے جذبات کا خیال کرتے ہوئے ان کے حق میں دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی اسلامی لشکر کے بحری سفر میں شریک کرے، دوبارہ حضورؐ کو غنودگی طاری ہوئی اور آپؐ نے پوچھنے پر پھر ایک ایسے ہی نظارے کا ذکر کیا تو ام حرام نے کہا میرے لئے بھی ان لوگوں میں شامل ہونے کی دعا کریں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پہلے گروہ میں سے ہو، (جس کے بارے میں چند لحے قبل حضورؐ نے دعا کی تھی) اور پھر یہ دعا غیر معمولی اور حیرت انگیز طور پر پوری ہوئی۔ ام حرام کو خدا تعالیٰ نے لمبی عمر دی اور اس زمانے تک زندہ رکھا جب اسلامی لشکر حضرت معاویہ کے زمانے میں قبرص کے بحری سفر پر روانہ ہوا اور ام حرام بھی اپنے خاوند عبادہ بن صامت کے ساتھ اس سفر میں شریک ہوئیں اور سفر سے واپسی پر شام میں ساحل سمندر پر اترتے ہوئے سواری سے گر کر فوت ہوگئیں۔ (بخاری کتاب الجہاد باب فضل من یقرع فی سبیل اللہ)

خدا تعالیٰ سے علم پا کر دعا کی قبولیت کی اسی وقت اطلاع دینے کا ایک اور واقعہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے تعلق رکھتا ہے۔ جو ابتدائی مسلمانوں میں سے تھے آپ نے مکہ سے مدینہ ہجرت کرلی تھی حجۃ الوداع کے موقع پر مکے میں بیمار ہوگئے تو فکر لاحق ہوئی کہ اگر مکہ میں وفات ہوئی تو انجام کے لحاظ سے ہجرت کا ثواب ضائع نہ ہو جائے چنانچہ رسول کریمؐ ان کی بیمار پرسی کے لئے گئے تو انہوں نے اس خدشہ کا اظہار کرتے ہوئے دعا کی خصوصی درخواست کرتے ہوئے کہا کہ حضورؐ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ مجھے اس جگہ وفات نہ دے جہاں سے میں ہجرت کر چکا ہوں، اس وقت ان کی حالت ایسی نازک تھی کہ انہوں نے اپنے مال وغیرہ کے بارے میں آخری وصیت بھی کردی مگر آنحضورؐ نے دعا کی کہ

اے اللہ! میرے صحابہؓ کی ہجرت ان کے لئے جاری کر دے اور پھر حضرت سعدؓ کو اس دعا کی قبولیت کی بشارت بھی دے دی اور فرمایا اے سعد! انشاء اللہ اللہ تعالیٰ تمہیں طبعی عمر عطا کرے گا اور بہت سے لوگ تجھ سے فائدہ اٹھائیں گے۔ اور کئی لوگ نقصان اٹھائیں گے۔ (بخاری کتاب الوصایا)

چنانچہ حضرت سعدؓ کو اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر شفا عطا فرمائی۔ آپ عشرہ مبشرہ میں سے وہ صحابی تھے جو سب سے آخر میں فوت ہوئے۔ (اکمال فی اسماء الرجال للخطیب زیر لفظ سعد)

سن ۵۵ھ میں ۷۰ سال کی عمر میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ نے ایران جیسی عظیم الشان مملکت کی فتح کی بنیاد رکھوائی۔ (اصابہ فی معرفتہ الصحابہ زیر لفظ سعد)

رسول خدا کی قبولیت دعا کا ایک جلالی نشان بھی قابل ذکر ہے بنو نجار سے ایک عیسائی شخص مسلمان ہوا اور سورۃ البقرۃ اور آل عمران بھی یاد کرلی (لکھنا پڑھنا جانتا تھا) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی بھی لکھنے لگا مگر کچھ عرصہ بعد مرتد ہو کر پھر عیسائی ہو گیا اور یہود سے جا ملا اور وہ اس سے بہت خوش ہوئے وہاں جا کر یہ شخص دعوے کرنے لگا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تو کچھ نہیں آتا میں ہی تھا جو لکھ کر دیا کرتا تھا۔ اس پر یہود نے اسے اور عزت دی۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ عیسائی کسی خاص سازش کیلئے بھیجا گیا تھا اور مقصد یہود کے اس طائفہ کی طرح یہ تھا کہ صبح مسلمان ہو کر شام کو انکار کر دو تاکہ مسلمان بھی بد ظن ہو کر پھر جائیں چونکہ اب وہ شخص وحی الٰہی کو اپنی طرف منسوب کر رہا تھا اس لئے رسول کریمؐ نے حق و باطل کے لئے خدا تعالیٰ سے خاص نشان طلب کیا اور دعا کی کہ اے اللہ! اس شخص کو عبرت کا نشان بنا۔ یہ دعا اس طرح قبول ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے جلد ہی اس شخص کو ہلاک کر دیا چنانچہ اسے دفن کر دیا گیا مگر خدا تعالیٰ نے اسے عبرت ناک نشان بنانا تھا۔ صبح ہوئی تو دنیا نے یہ حیرت انگیز نظارہ دیکھا کہ زمین نے اسے قبر سے نکال باہر پھینکا۔ عیسائی کہنے لگے کہ یہ کام محمدؐ اور اس کے ساتھیوں کا ہے کہ اس شخص کے مرتد ہونے کی وجہ سے انہوں نے اس کی قبر کھود کر نعش نکال باہر پھینکی ہے۔ چنانچہ انہوں نے اسے دوبارہ دفن کر دیا اور اس دفعہ قبر اتنی گہری کھودی جتنا وہ کھود سکتے تھے لیکن اگلی صبح پھر یہ عجیب ماجرا دیکھنے میں آیا کہ اس کی نعش زمین سے باہر پڑی تھی۔ عیسائیوں نے پھر وہی اعتراض دہرایا کہ یہ مسلمانوں کا کام ہے۔ چنانچہ اس دفعہ انہوں نے انتہائی گہرا گڑھا کھودا مگر زمین نے تیسری مرتبہ بھی اسے قبول نہ کیا اب عیسائیوں نے سمجھ لیا کہ یہ انسان کے ہاتھوں کا کام نہیں۔ چنانچہ انہوں نے اس کی نعش کو دو چٹانوں کے درمیان رکھ کر اوپر پتھر پھینک دئے۔ (مسلم کتاب المنافقین)

حضرت سعدؓ بن ابی وقاصؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے مستجاب الدعوات بنا دے میری دعائیں ہمیشہ قبول ہوں حضورؐ نے دعا کی اے اللہ! سعدؓ کو قبولیت دعا کا نشان عطا کر (ترمذی ابواب المناقب)

رسول کریمؐ کی دعا کے اس نشان نے حضرت سعدؓ کو بھی مستجاب الدعوات بزرگ بنا دیا۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں آپ کوفے کے گورنر تھے۔ ایک شخص ابو سعدہ نے آپ پر بے انصافی اور خیانت کا الزام لگایا حضرت سعدؓ کو پتا چلا تو انہوں نے دعا کی کہ اے اللہ! اگر یہ شخص جھوٹا ہے تو اس کو لمبی عمر اور دائمی غربت دے۔ اس کی بینائی چھین لے اور اسے فتنوں کا نشانہ بنا دے۔ حضرت سعدؓ کی یہ دعا اسے ایسے لگی کہ آخری عمر میں اندھا اور فقیر ہو کر مارا مارا پھرتا تھا اور گلیوں میں بچے

بھی لے چھیڑتے تھے۔ چنانچہ جب تک سعدؓ زندہ رہے ان کے دعائیہ نشان کی وجہ سے لوگ ان کی بد دعا سے ڈرتے تھے اور ان سے دعائے خیر کی تمنا رکھتے تھے (اکمال فی اسماء الرجال)

یہ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کی وسعت ذوق و شوق اور آپؐ کے بابرکت فیوض کا تذکرہ تھا آپ کی دعاؤں کی کیفیت بھی نرالی تھی۔

آپؐ نے ہمیں اپنے اسوہ اور نمونہ سے سمجھایا کہ دعا عبادت کا مغز ہے اور نماز مومن کی معراج ہے، بلاشبہ آپؐ کی دعائیں نمازوں میں اس طرح معراج پر ہوتی تھیں جیسے آپؐ خدا کو دیکھ رہے ہوں، حضرت عائشہؓ سے آپؐ کی نماز کے بارہ میں پوچھا گیا تو فرمانے لگیں کہ رسول اللہؐ کی نماز کی خوبصورتی اور لمبائی کے بارہ میں مت پوچھو، گویا میرے پاس وہ الفاظ نہیں کہ حضورؐ کی اس نماز کا نقشہ کھینچ سکوں جو آپؐ بڑی خوبصورتی سے سجا سجا کر اور سنوار کر رات کو اپنے مولا کے حضور پیش فرماتے تھے۔ بالعموم آپؐ گیارہ رکعتیں ادا فرماتے تھے جو تقریباً نصف شب تک پھیلی ہوئی ہوتی تھیں۔ (بخاری)

رات کی نماز میں آپؐ کی دعاؤں کی کیفیت کا اندازہ اس امر سے کیا جاسکتا ہے کہ آپؐ کے سینے سے ہنڈیا کے ابلنے کی طرح رونے کی آواز نکلتی تھی۔ (شمائل الترمذی)

کئی یخ بستہ اور تاریک راتوں میں ایسے ہوا کہ حضرت عائشہؓ کے بستر کو چھوڑ کر خدا کے حضور محو راز و نیاز پائے گئے، ایک دفعہ حضرت عائشہؓ آپ کو بستر پر موجود نہ پاکر اندیشہ ہائے دور و دراز لئے آپؐ کی تلاش میں نکلیں تو آپؐ کو سجدہ کی حالت میں پایا۔

ایک رات حضرت عائشہؓ کی باری میں ان سے کہا کہ آج رات اگر اجازت دو تو میں اپنے مولیٰ کی عبادت میں یہ رات بسر کر لوں حضرت عائشہؓ نے کہا کہ یا رسول اللہؐ میری خوشی تو اسی میں ہے جس سے آپؐ راضی ہیں، اور پھر وہ طویل رات ہمارے آقا و مولیٰ نے خدا کی عبادت اور دعاؤں میں گزار دی۔

ایک رات کا ذکر ہے کہ ساری رات خدا کے حضور گڑگڑاتے رہے اور قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت کرتے رہے۔ ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفر لھم فانک انت العزیز الحکیم۔

کہ مولیٰ! اگر تو ان (کافروں) کو عذاب دے تو آخر تیرے بندے ہیں اور اگر ان کو بخش دے تو تو بہت غالب اور حکمت والا ہے۔ (شمائل الترمذی)

ساری ساری رات عبادت کر کے آپؐ کے پاؤں سوج جاتے تھے حضرت عائشہؓ کبھی عرض کرتیں کہ اللہ نے آپؐ کو بخش دیا آپؐ اتنی تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں، فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ (بخاری)

ایک خط

ویسے تو ہر احمدی اپنے پیارے امام کی خدمت میں دعائیہ خط لکھتا ہی رہتا ہے لیکن پھر بھی بطور یاد دہانی عرض ہے کہ خلیفۃ المسیح کو باقاعدگی کے ساتھ دعا کا خط لکھتے رہنا چاہیئے۔ یہ ثواب بھی ہے اور باعث برکت بھی۔ آپ اپنی ہر خوشی میں خواہ وہ چھوٹی ہو خواہ بڑی، اس میں اپنے پیارے آقا کو شامل کریں۔ دعا کا خط لکھتے ہوئے آپ یہ خط ربوہ بھی لکھ سکتے ہیں اور براہ راست لندن بھی۔ (مدیر "خالد")

لوٹ آؤ کہ ڈر نہ جائیں ہم

دھوپ پلکوں سے چھانٹ دی ہم نے
چھاؤں لوگوں میں بانٹ دی ہم نے
رات آنکھوں میں کاٹ دی ہم نے
صبح آئی تو ڈانٹ دی ہم نے

جانتے ہیں تو لوٹ آئیگا
مانتے ہیں تو لوٹ آئیگا
لوٹ کر پھر کبھی نہ جائیگا
تب تلک کس کو زندہ پائیگا؟

تیری تصویر ہم سے کہتی ہے
تیری تحریر ہم سے کہتی ہے
تیری تقریر ہم سے کہتی ہے
تیری تدبیر ہم سے کہتی ہے

گردش ماہ و سال پوچھیں گی
گذرے وقتوں کا حال پوچھیں گی
تجھ سے نظریں سوال پوچھیں گی
تجھ سے قبریں سوال پوچھیں گی

"درد کی رات بیت جائے گی
زندگی سکھ کے گیت گائے گی
ہم کو اپنوں کے پاس پائے گی
وہ گھڑی جلد لوٹ آئے گی"

اعتبار اور اب نہیں ہوگا
انتظار اور اب نہیں ہوگا
دل گداز اور اب نہیں ہوگا
بے قرار اور اب نہیں ہوگا

ہم تجھے رات دن پکاریں گے
درد ہنستے ہوئے سہاریں گے
کاکل زیست پھر سنواریں گے
نقد جاں نذر بھی گذاریں گے

جو نہ کرنا ہو کر نہ جائیں ہم
تہمتیں خود پہ دھر نہ جائیں ہم
لوٹ آؤ کہ ڈر نہ جائیں ہم
زندگی میں ہی مر نہ جائیں ہم

تھک ہی جائیں نہ تیرے دیوانے
اونگھ جائیں نہ تیرے فرزانے
بند کب تک رہیں گے مئے خانے
دل میں خدشے ہیں کیسے انجانے

(ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ)

تعارف کتب نمبر 12

تحفہ قیصریہ

سن اشاعت: 25 مئی 1897ء صفحات: 32 (روحانی خزائن جلد نمبر 12)

یہ کتاب حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے ملکہ معظمہ انگلستان و ہند کی ساٹھ سالہ جوبلی تقریبات کے موقعہ پر بطور تحفہ ملکہ موصوفہ کو بھجوائی۔

اس میں حضرت مسیح موعود نے ملکہ قیصرہ کی سلطنت اور اس کے انصاف کی تعریف کی۔ اور فرمایا کہ ہم ملکہ قیصرہ ہند اور اس کے زمانہ سے اسی طرح فخر کرتے ہیں جیسا کہ سیدالکونین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوشیرواں عادل کے زمانہ سے فخر کیا تھا۔

اس عہد سلطنت کے امن و امان کا تذکرہ کرتے ہوئے حضور پر نور نے فرمایا کہ قیصرہ مبارکہ کا عہد سلطنت ایک فولادی قلعہ کی تاثیر رکھتا ہے۔ جس امن کے ساتھ میں نے اس ملک میں بود و باش کر کے سچائی کو پھیلایا ہے اس کا شکر کرنا میرے پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ اور اگرچہ میں نے اس شکر گزاری کے لئے بہت سی کتابیں اردو اور عربی اور فارسی میں تالیف کر کے اور ان میں جناب ملکہ معظمہ کے تمام احسانات کو جو برٹش انڈیا کے شامل حال ہیں اسلامی دنیا میں پھیلائی ہیں اور ہر ایک مسلمان کو سچی اطاعت اور فرمانبرداری کی ترغیب دی ہے لیکن میرے لئے ضروری تھا کہ یہ تمام کارنامہ جناب ملکہ معظمہ کے حضور میں بھی پہنچاؤں۔

بعد ازاں حضور نے اپنا اور اپنے خاندان کا مختصر تعارف کروایا اور بتایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اپنی خدمت میں لے لیا۔ اور جیسا کہ وہ اپنے بندوں سے قدیم سے کلام کرتا آیا ہے مجھے بھی اس نے اپنے مکالمہ اور مخاطبہ کا شرف بخشا اور مجھے اس نے نہایت پاک اصولوں پر جو نوع انسان کے لئے مفید ہیں قائم کیا۔

پھر حضور نے ان اصولوں کا تفصیلی ذکر فرمایا اور بتایا کہ ان اصولوں میں سے ایک اصول یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ دنیا میں جس قدر نبیوں کی معرفت مذہب پھیلے ہیں اور استحکام پکڑ گئے ہیں اور ایک عمر پا گئے ہیں ان میں سے کوئی بھی اپنی اصلیت کی رو سے جھوٹا نہیں اور نہ ان نبیوں میں سے کوئی جھوٹا ہے۔

پھر حضور نے اس سوال کے جواب میں کہ اگر یہی بات سچ ہے تو پھر دنیا میں ایسے مذہب کیوں پھیل گئے جن کی کتابوں میں مخلوق کو خدا مانا گیا ہے۔ فرمایا کہ ایسے مذاہب یا توان لوگوں کی طرف سے تھے جنہوں نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ اپنی فکر اور عقل کی غلطی سے مخلوق پرستی کی طرف جھک گئے یا بعض مذہب ایسے تھے کہ درحقیقت خدا کے کسی سچے نبی کی طرف سے ان کی بنیاد تھی لیکن دوری زمانہ سے ان کی تعلیم لوگوں پر مشتبہ ہو گئی اور بعض استعارات اور مجازات کو حقیقت پر حمل کر کے وہ لوگ مخلوق پرستی میں پڑ گئے۔ لیکن دراصل وہ نبی ایسا مذہب نہیں سکھاتے تھے۔

پس یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلح کاری کی بنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دنیا میں آئے اور خدا نے کروڑہا دلوں میں ان کی عزت اور عظمت بٹھا دی اور ان کے مذہب کی جڑ قائم کر دی اور کئی صدیوں تک وہ مذہب چلا آیا۔ یہی اصول ہے جو قرآن نے ہمیں سکھلایا۔

پھر حضور فرماتے ہیں دوسرا اصول جس پہ مجھے قائم کیا گیا ہے وہ جہاد کے اس مسئلہ کی اصلاح ہے۔

اس کے بعد حضور نے جہاد کی حقیقت بیان فرمائی اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی جنگوں کی وجوہات بیان کیں اور بتایا کہ اس وقت کونسا جہاد اسلامی جہاد کہلاتا ہے۔

اس کے ساتھ حضور نے مسلمانوں کے عقیدہ بابت خونی مسیح اور خونی مہدی کا رد پیش فرمایا اور بتایا کہ ایک شخص صلح کاری کے ساتھ آنے والا تھا جو میں ہوں۔

پھر حضور نے ملکہ معظمہ کے احسانوں کا تذکرہ کیا جو اس نے اپنی رعایا سے روا رکھے ہیں۔ اور اس کے لئے اس کی سلطنت کے لئے اور اس کی اولاد کے لئے فتح و ظفر اور سلامتی کی دعائیں کی ہیں۔ اور اس حقیقت کو دلائل کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ بادشاہ کی نیت رعایا کے اندرونی حالات اور اخلاق اور چال چلن پر بہت اثر رکھتی ہے۔ سو یہ امر ہر ایک آنکھ کو بدیہی طور پر نظر آ رہا ہے کہ برٹش انڈیا میں اچھی حالتوں اور اچھے اخلاق کی طرف ایک انقلاب عظیم پیدا ہو رہا ہے اور دلوں کی حالت اس عمدہ زمین کی طرح ہو رہی ہے جو سبزہ نکالنے کے لئے پھول گئی ہو۔ ہماری ملکہ معظمہ اگر اس بات پر فخر کریں تو بجا ہے کہ روحانی ترقیات کے لئے خدا تعالیٰ اسی زمین سے ابتدا کرنا چاہتا ہے جو برٹش انڈیا کی زمین ہے۔ اس ملک میں کچھ ایسے روحانی انقلاب کے آثار نظر آتے ہیں کہ گویا خدا بہتوں کو سفلی زندگی سے باہر نکالنا چاہتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ مصیبت اور محتاجگی بھی انسان کی انسانیت کے لئے ایک کیمیا ہے بشرطیکہ انتہا تک نہ پہنچے اور تھوڑے دن ہو۔ اس بات کی دلیل کے طور پر حضور نے اپنے خاندان کے حالات بیان فرمائے اور بتایا کہ اگر ہمارے بزرگوں کی ریاست میں فتور نہ آتا تو شاید ہم بھی ایسی ہی ہزاروں طرح کی طرح غفلتوں اور تاریکیوں او نفسانی جذبات میں غرق ہوتے۔ خدا تعالیٰ نے یہ اس لئے کیا تاکہ وہ گم گشتہ ریاست میں مجھے یسوع مسیح کے ساتھ مشابہہ ٹھہرائے۔ سو ریاست کا کاروبار تباہ ہونے سے یہ مشابہت بھی متحقق ہو گئی۔ کیونکہ یسوع کے ہاتھ میں داؤد بادشاہ نبی اللہ کے ممالک مقبوضہ میں سے جس کی اولاد میں سے یسوع تھا ایک گاؤں بھی باقی نہیں رہا تھا۔ صرف نام کی شہزادگی باقی رہ گئی تھی۔

پھر حضور نے حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق فرمایا کہ وہ خدا تعالیٰ کے نہایت پیارے اور نیک بندوں میں سے ہے اور ان میں سے ہے جو خدا کے برگزیدہ لوگ ہیں اور جن کو خدا اپنے ہاتھ سے صاف کرتا ہے اور اپنے نور کے سایہ کے نیچے رکھتا ہے۔

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے عین بیداری میں جو کشفی بیداری کہلاتی ہے یسوع مسیح سے کئی دفعہ ملاقات کی ہے اور اس سے باتیں کر کے اس کے اصل دعوے اور تعلیم کا حال دریافت کیا ہے۔ یہ ایک بڑی بات ہے جو توجہ کے لائق ہے کہ حضرت یسوع مسیح ان چند عقائد سے جو کفارہ اور تثلیث اور ابنیت ہے ایسے متنفر پائے جاتے ہیں کہ گویا ایک بھاری افتراء ہے جو ان پر کیا گیا ہے۔

اس تسلسل میں حضور نے ملعون کے مفہوم اور اس کی حقیقت کو بیان فرمایا اور مسیح پر لعنت کے الزام کا رد کیا ہے اور ملکہ معظمہ سے کہا ہے کہ وہ جہاں کروڑہا انسانوں کے جان اور مال و آبرو کی محافظ، بلکہ چرند پرند کے آرام کے لئے بھی اس نے قوانین بنائے ہیں۔ کیا خوب ہو کہ اس چھپی ہوئی توہین کی طرف بھی توجہ دیں جو اس خدا کے بندے یعنی یسوع مسیح کی کی جاتی ہے۔

پھر حضور نے ملکہ معظمہ کو تیسرے قیصر روم کی مثال دیتے ہوئے کہا کہ جس طرح اس نے مؤحد عیسائیوں اور مسیح کو خدا ماننے والوں کے درمیان ایک مباحثہ کروا کر حق کو پا لیا تھا۔ وہ بھی تمام مذاہب کے مابین یہاں لندن میں ایک جلسہ منعقد کروائیں جس میں ہر ایک اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے۔ یہ جلسہ ہماری ملکہ کی طرف سے ہمیشہ کے لئے ایک روحانی یادگار ہو جائے گا اور وہ اسلام کی سچائی کو پالے گی بلکہ انگلستان کے لوگ ہر ایک مذہب کی سچی فلاسفی سے مطلع ہو جائیں گے۔

بعد ازاں حضور نے اسلامی تعلیم کے دو بڑے مقاصد یعنی اول خدا کو جاننا اور دوسرا اس کے بندوں کی خدمت اور ہمدردی میں اپنے تمام قویٰ کو خرچ کرنا بیان فرمائے ہیں اور مثالوں سے اسلامی تعلیم کا انجیل سے موازنہ کر کے اسلامی تعلیم کو افضل ثابت کیا ہے۔ (مرتبہ: مکرم ظہیر احمد خان صاحب)

کیلا۔ ایک مکمل غذائی پھل

کیلا خدا تعالیٰ کی لاتعداد نعمتوں میں سے ایک ہے جس کا استعمال ہر پہلو سے صحت و تندرستی کا ضامن ہے۔ کیلا ایک خوش ذائقہ پھل ہے جو دیگر اغذیہ سے زیادہ زود ہضم اور حیاتین کا مخزن ہے۔ اسے عربی میں موز، فارسی میں یقرک اور انگریزی میں BANNANA کہتے ہیں۔ اس کی تاریخ صدیوں پرانی ہے۔ یہ زمانہ قبل مسیح سے انسان کے زیر استعمال ہے اور اپنی غذائی افادیت کے لحاظ سے آج تک مرغوب پھل کی حیثیت رکھتا ہے۔ ۳۲۷ قبل مسیح میں سکندر اعظم نے اس کو دریائے سندھ کی وادی میں کاشت ہوتے دیکھا تھا۔ ساتویں صدی تک یہ پھل ایشیا میں کام و دہن کی لذت کا سرمایہ تھا۔ پھر اسے عرب تاجروں نے مغربی افریقہ پہنچایا جہاں سے وسطی اور جنوبی امریکہ پہنچا اور آج یہ دنیا بھر میں موجود ہے۔ یہ پھل جس ملک میں بھی گیا وہاں کی معاشی اور معاشرتی زندگی کو متاثر کیا اور اپنی غذائی اور دوائی حیثیت سے استعمال ہوتا رہا۔ کیلا برصغیر پاک و ہند کے لوگوں کا مرغوب پھل ہے۔ یہ سستے داموں دستیاب ہے۔ تقسیم ہند کے وقت پاکستان میں اس کی کمی محسوس کی گئی لیکن پاکستان والوں کے ذوقِ ثمر خوری نے اس کی بہت جلد تلافی کر لی اور اب یہ پھل یہاں بھی بکثرت پیدا ہوتا ہے۔ صوبہ سندھ کا زیریں علاقہ کیلے کی اعلیٰ اقسام پیدا کرنے میں مشہور ہے۔ سندھ کے کیلوں کا شمار دنیا کی بہترین اقسام میں ہوتا ہے۔ پاکستان اس کی پیداوار میں اضافہ کر کے خود کفیل ہونے کے ساتھ ساتھ اب اسے برآمد بھی کرنے لگا ہے بلکہ اب تو یہ پھل مخصوص موسم کے بجائے سدا بہار ہو گیا ہے۔ گرمی ہو یا سردی، بہار ہو یا برسات کیلا بازار میں ہر وقت دستیاب رہتا ہے۔

کیلا بچوں، بوڑھوں، عورتوں، مردوں، صحت مند اور غیر صحت مند حضرات سب کا پسندیدہ پھل ہے۔ اس کی ہر دلعزیزی کا یہ عالم ہے کہ ہر ملک کا باشندہ اسے کھانا پسند کرتا ہے۔ نرم، لذیذ اور شیریں ہونے کی وجہ سے اس کا استعمال بکثرت ہے۔ جب کہ اس کی قیمت بھی دوسرے پھلوں کی نسبت بہت کم ہوتی ہے اور فوائد بہت زیادہ، چونکہ اس کا گودا نرم ہوتا ہے اس لئے اسے چبانے میں کسی قسم کی دشواری نہیں ہوتی۔ ضعیف العمر افراد جن کے منہ سے دانت گر چکے ہوں اور دیگر پھلوں کے کھانے سے دقت محسوس کرتے ہوں اس کو دانتوں کے بغیر باریک کر کے کھا سکتے ہیں۔

تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ اس کا ۹۹ فی صد جزو بدن بن کر جسم کو تقویت پہنچاتا ہے۔ یہ مقوی معدہ و جسم، زود ہضم اور پھل ہے جس کے کھانے سے جسم کو حرارت حاصل ہوتی ہے۔

کیلا غذائیت اور لذت کے اعتبار سے تمام پھلوں میں امتیاز رکھتا ہے اس میں تقریباً تین چوتھائی غذائی اجزاء ہوتے ہیں۔ اجزائے لحمیہ کے علاوہ اجزائے نشاستہ کافی مقدار میں پائے جاتے ہیں چنانچہ شکر اور نشاستہ اس میں موجود ہیں اور اس میں کچھ روغنی اجزاء بھی ملتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی فاسفورس، مینگنیز، مگنیشیم، گندھک، سوڈیم، لوہا، تانبا، پوٹاشیم، کلورین، کیلشیم اور نمکیات بھی پائے جاتے ہیں۔ ان اجزاء کے اعتبار سے کیلے کو ایک مکمل غذائی پھل کہا جا سکتا ہے۔ اجزائے لحمیہ اور نشاستہ بدن کی پرورش کرتے ہیں اور اس میں قوت و حرارت پیدا کرتے ہیں۔ کیلشیم و پوٹاشیم اور نمکیات سے خون حالت اعتدال پر قائم رہتا ہے۔ نیز بدن سے ناکارہ خلیات کی بجائے کارآمد نئے خلیات کے بننے میں مدد ملتی ہے۔

حیاتین ا۔ب۔ج بھی کیلے میں کثیر مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ حیاتین الف کی موجودگی کی وجہ سے کیلا بچوں کے لئے خاص طور پر مفید ثابت ہوتا ہے۔ بچوں کی نشوونما میں مدد دیتا اور ان کی ہڈیوں کو مضبوط بناتا ہے۔

حیاتین "ب" بھی بچوں کی پرورش میں کام دیتے ہیں اور غذائی

نقائص سے پیدا ہونے والے امراض مثلاً بیری بیری کو روکتے ہیں۔ حیاتین "ج" جسمانی ساختوں اور ہڈیوں کو طاقت دیتا ہے اور مرض سکروی کو روکتا ہے۔ اگر کیلے کو دودھ میں ملا کر دیں تو اس کی غذائیت بڑھ جاتی ہے۔ جن بچوں کو ماں کا دودھ چھڑوا دیا گیا ہو اگر ان کو عمدہ پکے ہوئے نصف کیلے کا گودا ضرورت کے مطابق دودھ میں ملا کر دیں تو وہ دوسری غذاؤں سے بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ بعض معالجین کیلا پر زیرہ سفید اور نمک لگا کر کھانے کا مشورہ دیتے ہیں۔ اس کے استعمال سے خشک کھانسی کے مریضوں کو بڑا فائدہ ہوتا ہے نیز گلے کی خراش میں نافع ہے۔ جریان، احتلام، ضعف باہ اور کھانسی کے علاوہ یہ پھل لیکوریا میں بھی مفید ہے۔ کیلے حسب ضرورت کھانے کے بعد شہد ملا دودھ پینا سیلان الرحم کے لئے نافع ہے۔

اس کے استعمال سے گردوں کو بھی تقویت ملتی ہے۔ کیلوں کے کثرت استعمال سے گردے مضبوط اور ان کی چربی کی حفاظت ہوتی ہے۔ ایک دو کیلے تو قبض کا اثر رکھتے ہیں مگر پانچ چھ کی تعداد میں کھالینے سے قبض دور ہو جاتی ہے۔

چہرے کے داغ دھبوں اور چھائیوں سے پریشان افراد کے لئے کیلے کا گودا اور تخم خربوزہ برابر ملا کر بطور مرہم چہرے پر روزانہ صبح شام لگانے سے چند دنوں کے بعد چھائیاں دور ہو جائیں گی اور چہرے کا رنگ صاف ہو جائے گا۔

اگر کسی کو سانپ ڈس لے تو کیلے کے پتے کا پانی نکال کر اوپر لگائے یہ طریقہ علاج چھ فی صد مریضوں میں ناکام اور چورانوے فی صد لوگوں میں کامیاب رہا ہے۔

اگر کسی کو دست لگ جائیں تو ہر قسم کی دوا و غذا بند کر کے ایک ایک گھنٹے بعد ایک عدد کیلا کھلائیں اس سے دست بند ہو جائیں گے اور ہاضمہ درست ہو جائے گا۔

اگر کوئی آگ سے جل جائے اور زخم پیدا ہو جائیں تو زخم پر کیلے کا مرہم لگانا بہت مفید ہے۔ کیلا لے کر اسے پانی میں رگڑیں اور لئی سی تیار کر لیں۔ اس لئی کو زخم پر لیپ دیں۔ سوزش ختم ہو جائے گی اور زخم بہت جلد اچھا ہو جائے گا۔

خوب پکا ہوا کیلا جس کی کھال سیاہ ہو چکی ہو تپ دق کے مریضوں کو کھلانا بہت مفید ہے اس طرح کیلا بہت عمدہ غذا بھی ہے اور زود اثر دوا بھی ہے۔

کیلا بلڈ پریشر کے مریضوں کے لئے عمدہ دوا اور غذا ہے کیونکہ اس میں نمک بہت کم ہوتے ہیں اور بلڈ پریشر میں نمک کا استعمال غیر مفید ہوتا ہے۔ کیلا میں شکر بکثرت ہوتی ہے اس لئے جلد ہضم ہو جاتا ہے۔ آیوڈین کی کمی کو پورا کرتا ہے اس لئے آیوڈین کی کمی سے ہونے والے امراض میں بھی اس کا استعمال مفید ہے۔

جن لوگوں کو معدے میں جلن یا سوزش ہو وہ کیلے کے تنے کا پانی استعمال کریں جلن سوزش جاتی رہے گی۔

(بشکریہ قومی صحت)

مقابلہ معلومات نمبر 8

1۔ حضرت اسماعیلؑ کے کس بیٹے کی اولاد مکہ میں آباد ہوئی؟

2۔ حضورؐ کے دادا عبد المطلب اور پڑدادا ہاشم کا اصل نام لکھیں؟

3۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کی کنیت کیا تھی؟

4۔ حنا جھیل پاکستان کے کس شہر میں واقع ہے؟

5۔ مینار پاکستان کا نقشہ کس ملک کے انجنیئر نے بنایا تھا؟ انجنیئر کا نام بھی لکھیں؟

6۔ ہمایوں نامہ اور شاہنامہ اسلام کے مصنف کون ہیں؟

7۔ تاریخ احمدیت میں "شیخ عجم" اور "مسلمانوں کا لیڈر" کون ہے؟

8۔ ماہ جنوری کے رسالہ خالد میں لفظ کتنی دفعہ آیا ہے؟

9۔ اس صدی کے آخری حصہ کا عظیم سیاسی راہنما حضور نے کس کو قرار دیا۔

10۔ ون ڈے کرکٹ میں وہ کون سے کھلاڑی ہیں جنہوں نے وکٹ کے پیچھے سو شکار مکمل کئے۔

نوٹ: اول، دوم اور سوم آنے والوں کو بالترتیب 20/30/50 روپے کا انعام دیا جائے گا۔ حل پہنچنے کی آخری تاریخ 10 فروری ہے۔

مدیر "خالد" دار الصدر جنوبی ایوان محمود ربوہ پوسٹ کوڈ نمبر 35460

سائنس پر اسلام کے احسانات

قرآن پوری انسانیت کے لئے مکمل راہ ہدایت اور ضابطہ زندگی ہے۔ اگرچہ یہ کوئی سائنس یا طبعی علوم کی کتاب نہیں ہے لیکن قرآن پاک میں جگہ جگہ حکمت و دانائی اور سائنسی حقائق کے جو تذکرے ہیں آج جدید سائنس و ٹیکنالوجی ان میں سے بیشتر کی تصدیق کر چکی ہے۔ کمپیوٹر کے ذریعے قرآن پاک کے جو تجزیے کئے گئے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت انسان نے ابھی تک کتاب اللہ میں پوشیدہ رموز کو سمجھنے کا آغاز بھی نہیں کیا ہے۔

سائنس دور جدید کا ایک اہم علم ہے۔ ہمارے لئے یہ بہت بڑی بد قسمتی ہے کہ بہت سے مسلمان بھائی اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ سائنس کا علم اسلام کے منافی ہے، اس لئے اس سے بچ کر رہنا چاہیئے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ پاکستان نے سائنس کے میدان میں قابل ذکر ترقی نہیں کی۔

سائنس کو اسلام کے منافی قرار دینے والے اشخاص کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ مسلمان سائنس دان ہی تھے جنہوں نے جدید سائنس کی بنیاد رکھی۔ مسلمان سائنس دانوں نے بہت سی اشیاء مثلاً دوربین، قطب نما، بارود، پن چکی، آبی اور شمسی گھڑیاں اور پنڈولم وغیرہ بنائے۔ مسلمانوں نے الجبرا کی بنیاد رکھی اور جیومیٹری و ٹرگنومیٹری کے یونانی علوم میں اضافہ کیا۔ انہوں نے علم ہئیت اور علم فلکیات پر روشنی ڈالی۔ بہت سے نامور مسلم سائنسدان مثلاً جابر بن حیان، ابن الہیثم، بو علی سینا، الرازی، خوارزمی اور ابن بیطار وغیرہ نے سائنس کو کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا۔

اب دیکھنا یہ ہے اسلام نے ہمیں علم سائنس سیکھنے کی طرف توجہ دلائی ہے کہ نہیں تو اس کا نمایاں ثبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ "علم حاصل کرو ماں کی گود سے قبر تک"۔ یعنی ساری عمر علم حاصل کرو۔ یہ درست ہے کہ اسلام میں علم کے میدان میں کہیں بھی لفظ "سائنس" استعمال نہیں ہوا لیکن اگر ہم سائنس کی تعریف کریں تو معلوم ہوگا کہ "فطری مظاہر کا علم حاصل کرنے کا نام سائنس ہے جو کہ مشاہدات اور تجربات سے حاصل کیا جاتا ہے"۔ قرآن مجید میں ہے "آپ کہہ دیجئے کہ مشاہدہ کرو جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے"۔ قرآن مجید میں ایک اور جگہ آیا ہے کہ "بیشک آسمانوں میں اور زمین میں ایمان لانے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ تمہاری پیدائش میں بھی اور جانوروں میں بھی جن کو وہ پھیلاتا ہے، یقین کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں"۔ اسی طرح اور بھی کئی آیات ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمیں مظاہر فطرت کا مطالعہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور دراصل مظاہر فطرت کا مطالعہ ہی سائنس ہے۔ احادیث و قرآن کے مطالعے سے یہ بات بظاہر معلوم ہوتی ہے کہ اسلام نے زیادہ زور علم فلکیات اور علم طب پر دیا ہے۔ مگر اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ سائنس کی دوسری شاخوں پر مسلم عالم کام نہ کریں۔ مسلمانوں کو سوائے چند علوم خبیثہ کے ہر قسم کا علم حاصل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ علم فلکیات اور علم طب پر غالباً اس لئے زور دیا گیا ہے کہ سائنس کے وسیع علم کا مرکز و مقصد دراصل اس کائنات (یا دوسرے لفظوں میں ماحول) کی تحقیق اور حیات کا مطالعہ ہے۔ دراصل کائنات کے مطالعہ میں تمام بے جان اشیاء کا مطالعہ اور طب سے تمام جاندار اشیاء کا مطالعہ ظاہر ہوتا ہے۔ انہی دو علوم سے انسان تمام اشیاء کی حقیقت جان سکتا ہے۔

یہ تو ثابت ہوگیا کہ اسلام نے علم سائنس حاصل کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہاں یہ عرض کرتا چلوں کہ اسلام نے نہ صرف علم حاصل کرنے کا حکم دیا ہے بلکہ بہت سے سائنسی حقائق بھی بیان کر دئے ہیں جن کو اب چودہ سو سال بعد کئی سالوں کے تجربات اور مشاہدات سے سائنس کی رو سے ثابت کیا گیا ہے۔ میں اپنے مضمون میں آگے ان حقائق کی طرف نشاندہی کروں گا جو کہ

اب سائنس نے ثابت کئے ہیں لیکن اسلام چودہ سو سال پہلے ہی انہیں بیان کر چکا ہے۔ ایسے حقائق جو ابھی ثابت نہیں ہوئے مگر اسلام نے ان کی نشان دہی کر دی ہے، یقین ہے کہ ایسے حقائق سائنس مستقبل میں ثابت کر دے گی۔ اس قسم کے حقائق کا اظہار (جو کہ سائنس کو ابھی ثابت کرنے ہیں) میرے بس سے باہر ہے۔ ایسے حقائق کے بیان میں میری غلطی کا اندیشہ ہے کیونکہ اسلام نے جن باتوں کی طرف نشاندہی کی ہے ان کو اخذ کرنے اور ان کو پوری طرح سمجھنے کے لئے بہت وسیع علم و مطالعہ اور "عربی" زبان پر مکمل عبور حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔

نماز

اسلام میں نماز کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ نماز سے پہلے وضو کرنا پڑتا ہے جس میں مسواک کرنے کا زیادہ ثواب ہے۔ سائنس کے مطابق چوبیس گھنٹوں میں پانچ مرتبہ دانت صاف کرنے سے صحت پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کیا کرتے تھے۔ مسواک عام طور پر نیم کے درخت سے کی جاتی ہے۔ تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ نیم کا درخت دانتوں کے لئے مفید ہے۔ چنانچہ اب ٹوتھ پیسٹوں میں بھی نیم کے درخت کے اجزاء استعمال کئے جاتے ہیں۔ جرمنی کے ایک ماہر کی تحقیقات کے مطابق دن میں تین چار مرتبہ گردن کی رگوں کو گیلا کرنے سے آدمی پاگل نہیں ہوتا۔ ایک مسلمان کو دن میں پانچ دفعہ وضو کرنا پڑتا ہے جس میں گردن کا مسح کرتے وقت گردن کی رگوں کو گیلا کیا جاتا ہے۔ پس اسلام نے انسان کی صحت کے لئے اسے وضو کی شکل میں ایک مفید علاج سے روشناس کرایا۔

روزہ

اسلام میں روزہ کا بھی حکم آیا ہے جس میں رمضان کے مہینے میں صبح کاذب سے لے کر غروب آفتاب تک اپنے آپ کو کھانے پینے سے بچائے رکھنا، بیوی کی صحبت سے پرہیز کرنا اور دوسرے گناہوں سے بچنے کا حکم ہے۔ اس سے آدمی اپنے نفس پر قابو پاتا ہے۔ بظاہر صبح سے شام تک بھوکا رہنا صحت کے لئے نقصان دہ محسوس ہوتا ہے لیکن دراصل اس سے صرف روحانی فوائد ہی نہیں جسمانی فائدہ بھی حاصل ہوتا ہے، جن کو سائنس تسلیم کرتی ہے۔ روزہ رکھنے سے آدمی بہت سی بیماریوں سے بچا رہتا ہے۔ دل کی بیماریوں، جگر کی بیماریوں اور جوڑوں کے درد کے علاج کے لئے روزہ موثر ہے۔ حافظ ابن قیم کے نزدیک روزہ جسم کے غیر ضروری مادوں کو "خارج" کرنے میں مدد دیتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ "روزہ بدن کی زکوٰۃ ہے"۔ غور کریں کہ زکوٰۃ میں بھی مال میں سے کچھ حصہ خارج کر دیا جاتا ہے۔

کھانے کی مختلف اشیاء

کھانے پینے کی اشیاء میں اسلام نے حلال و حرام کی تمیز قائم کر رکھی ہے کہ کونسی چیز کھانا جائز ہے اور کون سی چیز کھانا جائز نہیں۔ اسلام نے خنزیر کے گوشت اور شراب کو حرام قرار دیا ہے۔ سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۱۹ میں آیا ہے،

"لوگ آپ سے شراب اور خمر کی نسبت دریافت کرتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے ان دونوں میں گناہ کی بڑی بڑی باتیں بھی ہیں اور لوگوں کو فائدے بھی ہیں اور گناہوں کی باتیں ان فائدوں سے زیادہ بڑھی ہوئی ہیں"۔

شراب پینے سے اگرچہ وقتی طور پر فائدہ محسوس ہوتا ہے۔ لطف و طاقت آتی ہے، رنگ صاف ہوتا ہے لیکن شراب کی عادت بہت سی بیماریوں کو جنم دیتی ہے۔ اس سے معدہ کا کینسر اور معدہ کی دیگر بیماریاں، جگر، لبلبہ اور دل کی بیماریاں اور نظام ہضم کی بیماریاں جنم لیتی ہیں۔ بھوک کم لگتی ہے۔ پیٹ بڑھ جاتا ہے۔ بقول ایک جرمن ڈاکٹر کے "جو شراب کا عادی ہو، چالیس سال کی عمر میں اس کے بدن کی ساخت ایسی ہو جاتی ہے جیسے ساٹھ سالہ بوڑھے کی"۔ ڈاکٹروں کی تحقیق کے مطابق نشہ کی عادت قوت عاقلہ کو بھی کمزور کر دیتی ہے۔ شراب نہ تو جزو بدن بنتی ہے اور نہ ہی اس سے خون بنتا ہے بلکہ یہ خون میں ہیجان پیدا کر دیتی ہے جس سے ہارٹ اٹیک بھی ہو سکتا ہے۔ شراب نوشی سے شریانیں سخت ہو جاتی ہیں۔ شراب نوشی کا اثر اگلی نسلوں پر بھی پڑتا ہے۔ انہی خرابیوں کی وجہ سے اسلام نے شراب کو حرام قرار دیا ہے۔

سورۃ البقرۃ کی آیت ۱۷۳ میں خنزیر کے گوشت کو حرام قرار دیا

گیا ہے۔ تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ خنزیر کا گوشت صحت کے لئے مضر ہے۔ جن علاقوں میں یہ گوشت زیادہ کھایا جاتا ہے وہاں پر زیادہ لوگ بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ خنزیر کے گوشت سے مرگی پیدا ہوجاتی ہے۔ خون میں کولیسٹرول کی مقدار بڑھ جاتی ہے کیونکہ اس گوشت میں چربی ہوتی ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس سے کینسر بھی ہوسکتا ہے۔ سورۃ البقرۃ کی اسی آیت (یعنی ۱۷۳) میں خون (دم) کو بھی حرام قرار دیا گیا ہے۔ سورۃ الانعام کی آیت میں اس کے ساتھ "مسفوح" یعنی بہنے والا ہونے کی شرط ہے اس لئے علماء کے نزدیک منجمد خون مثلاً گردہ، تلی وغیرہ حلال و پاک ہیں۔ اسلام میں جانور کے ذبح کرنے کے متعلق یہ فرمایا گیا ہے کہ جانور کا سارا خون اس کے جسم سے نکل جائے۔ تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ خون معدہ میں جا کر زہر بن جاتا ہے اور کئی بیماریوں کا باعث بنتا ہے۔

اسلام میں شہد کی طرف بار بار توجہ دلائی گئی ہے اور اسے شفا قرار دیا گیا ہے۔ قرآن مجید کی سورۃ النحل میں ہے۔

"اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے جی میں یہ بات ڈالی کہ تو پہاڑوں میں گھر بنالے اور درختوں میں اور لوگ جو گھر بناتے ہیں ان میں، پھر ہر قسم کے پھلوں سے چوستی پھر، پھر اپنے رب کے راستوں میں چل جو آسان ہیں۔ اس کے پیٹ میں سے پینے کے لئے ایک چیز (یعنی شہد) نکلتی ہے جس کی رنگتیں مختلف ہوتی ہیں کہ ان میں لوگوں کے لئے شفا ہے۔ اس میں لوگوں کے لئے بڑی دلیل ہے جو سوچتے ہیں"۔ (سورۃ النحل آیت ۶۸-۶۹)

ابن ماجہ نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "دو شفاؤں سے شفا حاصل کرو شہد اور قرآن" حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "بازار سے شہد لے آؤ اور اس شہد میں بارش کا پانی ملا کر پیو کہ اس میں متعدد بیماریوں کے لئے شفا ہے"۔ بارش کا پانی بالکل خالص ہوتا ہے ابلا پانی بھی بالکل خالص ہوتا ہے۔ تجربات سے ثابت ہوا ہے کہ ابلے ہوئے پانی میں شہد ملا کر پینے سے گردہ کی اکثر بیماریوں سے شفا ملتی ہے۔ شہد کو دوسرے اجزاء سے ملا کر بطور دوا استعمال کیا جاتا ہے۔ شہد نہ تو خود خراب ہوتا ہے اور نہ دوسری اشیاء کو بہت عرصے تک خراب ہونے دیتا ہے اس لئے طبیب اسے الکحل کی جگہ استعمال کرتے ہیں۔ امریکہ کے ایک بیکٹریالوجسٹ "ڈبلیو۔ جی ذیکٹ نے شہد کو بہترین جراثیم کش قرار دے کر اسے زخموں اور پھوڑوں کے لئے مفید کہا ہے۔ اس کے علاوہ اسے پیشاب آور بھی کہا ہے۔

اسلام نے پینے کے طریقے کے متعلق بتایا ہے کہ نہ تو برتن میں سانس لو اور نہ برتن میں پھونکیں مارو بلکہ برتن کو منہ سے ہٹا کر سانس لو۔ اس طریقے سے جراثیم وغیرہ پانی میں داخل نہیں ہوتے۔ حضرت کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انگلیوں سے کھایا کرتے تھے اور دھونے سے پہلے ان کو چاٹ لیا کرتے تھے۔ جدید تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ اس طرح چاٹنے سے انگلیوں سے مخصوص قسم کے اینزائمز خارج ہوتے ہیں جو کہ کھانا ہضم کرنے میں مدد دیتے ہیں۔

صفائی

اسلام میں صفائی کا حکم شدت کے ساتھ آیا ہے۔ ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفائی کو نصف ایمان قرار دیا ہے۔ کھانا کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونے کا حکم ہے۔ دانتوں میں مسواک کرنے اور ناخن کاٹنے کا بھی حکم ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ صفائی صحت کے لئے بہت ضروری ہے۔ صفائی رکھنے سے بیماری کے جراثیم سے آدمی محفوظ رہتا ہے۔ اگر ناخن بڑھائے جائیں تو ان میں بیماریوں کے جراثیم اور میل کچیل پھنس جاتا ہے جس سے آدمی بیماریوں میں مبتلا ہوسکتا ہے۔ تمام ماہرین صفائی کے متعلق اسلام کے احکامات پر متفق ہیں۔

جاندار اشیاء اور انسان کی تخلیق

قرآن مجید میں آیا ہے کہ

"اور ہم نے پانی سے ہر جاندار چیز کو بنایا ہے"۔ (سورۃ الانبیاء آیت ۳۰)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور حدیث میں، جس کے راوی حضرت ابو ہریرہؓ ہیں، یہی ہے کہ تمام جاندار اشیاء پانی سے بنی ہیں۔ ماہرین جانتے ہیں کہ تمام جانداروں میں پروٹو

پلازم پایا جاتا ہے اور اس پروٹو پلازم کا بیشتر حصہ پانی پر مشتمل ہوتا ہے۔ اب اگر پانی کی کیمیائی ترکیب دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ اس میں آکسیجن پائی جاتی ہے جس سے اکثر و بیشتر جاندار سانس لیتے ہیں۔ پانی کا دوسرا عنصر ہائیڈروجن ہے۔ حال ہی میں ایسے کیڑے دریافت ہوئے ہیں جن میں سانس لینے کا عمل ہائیڈروجن سے ہوتا ہے۔

یونیورسٹی آف ٹورنٹو کینیڈا میں شعبہ اناٹومی کے سربراہ ڈاکٹر کیتھ مور نے بتایا ہے کہ بچہ ماں کے پیٹ میں جن مراحل سے گزرتا ہے، قرآن مجید میں اس کی مکمل صراحت موجود ہے۔ انہوں نے متعلقہ قرآنی آیات کے ترجمے پڑھے تو ان پر انکشاف ہوا کہ ان میں چودہ سو برس پہلے جنین بننے کا عمل اتنا صحیح اور مکمل بیان کیا گیا ہے جس کا مغرب کے ڈاکٹروں کو صرف پندرہ برس پہلے علم ہوا ہے۔ انہوں نے اس موضوع پر احادیث پڑھیں تو انہیں بھی سائنسی تصریحات کے عین مطابق پایا۔

طبابت

طبابت یا حکمت کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت کچھ بتلایا ہے۔ مثلاً حضورؐ نے فرمایا چار چیزوں سے نفرت نہ کرو۔ (۱) زکام سے کہ وہ جذام سے محفوظ رکھتا ہے۔ (۲) پھوڑوں سے کہ وہ برص سے محفوظ رکھتے ہیں۔ (۳) آشوب چشم سے کہ وہ اندھا ہونے سے بچاتا ہے۔ (۴) کھانسی سے کہ وہ فالج سے بچاتی ہے۔

جہاں تک آشوب چشم کا تعلق ہے تو ڈاکٹر حضرات اس سے متفق ہیں کیونکہ آشوب چشم میں آنکھوں سے پانی بہتا ہے جس سے آنکھوں سے گرد و غبار نکل جاتا ہے اور وہ صاف ہو جاتی ہیں۔ ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ آنکھوں کو صحت مند رکھنے کے لئے مہینے میں ایک بار ضرور رونا چاہیئے۔ کیونکہ اس سے آنکھیں صاف ہو جاتی ہیں۔ جہاں تک دیگر بیماریوں کا تعلق ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ڈاکٹروں یا ماہرین کو ابھی تحقیق کی ضرورت ہے۔

سورۃ یوسف میں حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ کو بیان کرتے ہوئے آیت نمبر ۴۸ میں آیا ہے کہ "آپ نے فرمایا تم سات سال متواتر غلہ بونا، پھر جو فصل کاٹو اس کو بالیوں ہی میں رہنے دینا، مگر ہاں تھوڑا سا جو تمہارے کھانے میں آئے"۔ یعنی کہ فصل کو محفوظ رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ بالیوں میں سے دانے نہ نکالے جائیں۔ جناب مختار چوہدری صاحب نے سیارہ ڈائجسٹ کے "قرآن نمبر" میں بیان کیا ہے کہ میں نے اناج کو محفوظ رکھنے کے لئے مختلف تحقیقات کیں تو گندم کو محفوظ رکھنے کے لئے اس آیت میں دیا گیا طریقہ بہت مددگار ثابت ہوا۔

نظریہ آخرت

اسلام نے آخرت کا نظریہ پیش کیا ہے جس کے مطابق قیامت کے دن تمام لوگوں کو دوبارہ زندگی ملے گی۔ بظاہر یہ نظریہ عقل کے خلاف محسوس ہوتا ہے لیکن جدید تحقیق کے مطابق نظریہ آخرت کوئی خاص عجیب و غریب نظریہ نہیں ہے۔ جناب وحید الدین خان نے اپنے مضمون "اسلام اور نظریہ آخرت" میں بیان کیا ہے کہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ انسان جو کچھ سوچتا ہے وہ اس کے دماغ میں شعور یا لاشعور کی حالت میں محفوظ رہتا ہے اور انسان کے خیالات جو ایک دفعہ آگئے کبھی بھی دماغ سے خارج نہیں ہوتے۔ صاف ظاہر ہے کہ نیت کا اس احتیاط سے انسان کے تحت الشعور میں رہنا دراصل قیامت کے دن کے لئے ہے اور اسے یاد آئے گا کہ میں نے فلاں فلاں نیتیں کی تھیں۔ اسی طرح انسان جو کچھ بولتا ہے وہ آواز کی لہروں کی صورت میں ہوا میں ہمیشہ کے لئے محفوظ رہتا ہے۔ یہ بھی آخرت کے دن کے لئے ہے جب ہر شخص کو بتایا جائے گا کہ اس نے دنیا میں فلاں فلاں باتیں کیں۔ اسی طرح ثابت ہو چکا ہے کہ ہمارے جسم سے ہر وقت حرارتی لہریں خارج ہوتی رہتی ہیں۔ سائنس دانوں نے ایسے کیمرے (EVAPORAGRAPH) بنائے ہیں جو کسی جسم کے ہٹنے کے بعد بھی اس کے مقام سے خارج ہونے والی حرارتی لہروں کے فوٹو کھینچ سکتے ہیں۔ حرارتی لہروں کے اس نظام سے پتا چلتا ہے کہ گویا ساری زندگی ہمارے تمام اعمال کی فلمبندی ہو رہی ہے، جو ہمیں آخرت میں دکھائی جائے گی۔

(باقی آئندہ شمارے میں)

حیاتین۔ ج

نزلے زکام کا بہترین علاج

زکام بظاہر ایک معمولی تکلیف ہے لیکن اس کا حملہ اچھا خاصہ پریشان کن ہوتا ہے، اس میں مبتلا ایک عام شخص کم از کم تین چار دن نیم بخار کی سی کیفیت میں گرفتار رہتا ہے اور معمول کے مطابق کام کاج میں حصہ نہیں لے سکتا۔ زکام کے علاج کے لئے ہم ہر قسم کی دوائیں استعمال کر ڈالتے ہیں، لیکن ان دواؤں سے کبھی کسی کا زکام فوری طور پر ٹھیک نہیں ہوتا۔ اسی لئے عام طور پر کہا جاتا ہے کہ اگر دوائیں استعمال کی جائیں تو تیسرے دن زکام میں افاقہ ہوجاتا ہے اور اگر دوائیں استعمال نہ کی جائیں تو پھر چوتھے دن خود بخود آرام آجاتا ہے (بشرطیکہ احتیاط اور پرہیز جاری رکھا جائے)۔ تمام ڈاکٹروں اور طبیبوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ علم طب اور سائنس میں تمام تر پیش رفت اور ترقی کے باوجود زکام جیسے مرض کا کوئی مؤثر علاج دریافت نہیں ہوسکا تاہم گذشتہ کچھ برسوں سے اس سلسلے میں کروڑوں افراد کی توجہ مشہور وٹامن سی کی طرف مبذول ہوچکی ہے۔ سی وٹامن (جسے اسکاربک ایسڈ بھی کہا جاتا ہے) کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اگر اسے باقاعدگی کے ساتھ استعمال کیا جائے تو زکام کا سدِ باب ہوسکتا ہے چنانچہ سنگترے مالٹے کے رس، ٹماٹر اور جاپانی پھل وغیرہ کا استعمال بڑھتا جارہا ہے، مصنوعی طور پر وٹامن سی کی گولیاں یا شربت بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ تنہا امریکہ میں تین کروڑ پاؤنڈ وزن میں ہر سال وٹامن سی پر مشتمل گولیاں استعمال کی جاتی ہیں۔ اس وٹامن کی خرید و فروخت پر وہاں سالانہ دس کروڑ ڈالر خرچ کئے جارہے ہیں۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ امریکہ میں وٹامن سی کی مقبولیت کس حد تک پہنچ چکی ہے۔

وٹامن سی کو عوام الناس میں مقبول بنانے میں نوبل انعام یافتہ امریکی کیمیا دان ڈاکٹر لائنس پالنگ کی تحقیقی تصنیف "وٹامن سی اینڈ دی کامن کولڈ" نے بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس کتاب میں ڈاکٹر پالنگ نے تجویز کیا ہے اگر ایک انسان ہر روز ایک ہزار ملی گرام کی مقدار میں وٹامن سی استعمال کرتا رہے تو اس کے زکام میں مبتلا ہونے کے امکانات ۴۵ فی صد تک کم ہوجائیں گے اور وہ دوسروں کے مقابلے میں بہت تھوڑے دن اس تکلیف کا شکار رہے گا۔ ڈاکٹر پالنگ کی تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر سب لوگ ایک معقول مقدار میں روزانہ وٹامن سی کو استعمال کرتے رہیں تو چند عشروں میں ہی بنی نوع انسان زکام کے مرض سے ہمیشہ کے لئے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔

ماہرین کے علم میں یہ بات آئی ہے کہ وٹامن سی ہمارے جسم کے بعض مخصوص حصوں میں جمع ہوتے ہیں۔ یہ وٹامن گردوں کے سروں پر موجود غدودوں میں پایا جاتا ہے، جو اس وقت ایڈرنالین مہیا کرتے ہیں، جب ہم خوف یا غصے کی کیفیت میں ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ وٹامن خون کے سفید ذرات میں پایا جاتا ہے جو جراثیم کے حملے اور عفونتی امراض کے خلاف جسم کا دفاع کرتے ہیں، وٹامن سی (ج) جگر جیسے اہم عضو میں ہے جو ہمارے خون سے زہریلے مادوں کی صفائی پر مامور رہتا ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ وٹامن سی ہمارے دماغ میں موجود رہتا ہے جو جسم کا حکمران ہے، مختصر یہ کہ یہ وٹامن "سی" جسم کے ایسے اعضائے رئیسہ میں مرتکز رہتا ہے جنہیں جسم کی کائنات میں بنیادی اہمیت حاصل ہے اور جو جسم کے کارخانے کو کنٹرول کر رہے ہیں۔

وٹامن سی کی اس قدر اہمیت کے پیش نظر سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے جسم کو اس وٹامن کی کتنی مقدار درکار ہے؟ امریکہ کی قومی تحقیقی مجلس کے مطابق ایک عام بالغ شخص کو روزانہ کم از کم ساٹھ ملی گرام وٹامن سی ضرور ملنا چاہیئے۔ جب کہ حاملہ خواتین یا بچوں کو دودھ پلانے والی عورتوں کو کم از کم ایک سو ملی گرام وٹامن سی روزانہ درکار ہوتا ہے۔ وٹامن سی کی یہ روزانہ مقدار اسکروی (فساد خون) وغیرہ امراض کے حملے سے محفوظ رکھتی ہے۔ اسکروی کا مرض سمندروں میں طویل سفر کرنے والوں کو عام طور پر لاحق ہوجاتا ہے کیونکہ سمندر میں سفر

کرنے والوں کو تازہ پھل اور سبزیاں مہیا نہیں ہوتیں۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ آج کل لوگ اس قدر وٹامن سی تو روزانہ ضرور حاصل کر رہے ہیں کہ اس کی بدولت وہ اسکروی جیسے موذی مرض سے محفوظ رہیں لیکن وہ اس معقول حد تک وٹامن سی حاصل نہیں کر رہے کہ ان کے جسم میں نزلہ، زکام، انفلوئنزا وغیرہ اور دیگر امراض کے خلاف ضروری قوت مدافعت پیدا ہوجائے۔ یہ وہ قوت ہوتی ہے جسے جسم اپنے زخموں کو بھرنے یا متاثرہ نسیجوں کی تعمیر نو کے لئے کام میں لاتا ہے۔

اسکروی کا مرض جانوروں میں قریباً ناپید ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ جانور اپنی ضرورت کے لئے وٹامن "سی" خود اپنے جسم میں پیدا کر سکتے ہیں۔ تاہم بعض حیوانات ایسے ہیں جو اپنی ضرورت کے لئے وٹامن "سی" خود پیدا نہیں کر سکتے، ان جانوروں کو یہ وٹامن بیرونی ذرائع گھاس پات وغیرہ سے حاصل کرنا پڑتا ہے۔

انسان اور بندر کا شمار ایسے ہی جانداروں میں ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ ایک انسان کو وٹامن سی کی کتنی مقدار درکار ہوتی ہے ان جانوروں پر تجربات کئے گئے جو اپنے لئے یہ وٹامن خود پیدا کرتے ہیں، پتہ چلا کہ لیبارٹری میں جس چوہے پر تحقیق کی جارہی تھی اگر وہ ڈیڑھ سو پاؤنڈ وزن کے ایک عام شخص کے برابر ہو تو اس کا جسم ۲ ہزار ملی گرام کی مقدار تک وٹامن سی روزانہ تیار کر رہا ہوگا اور اگر وہ بیمار ہوجائے تو پھر اس کا جسم کم از کم دس ہزار ملی گرام تک وٹامن سی پیدا کرے گا۔

اگرچہ انسان اور چوہے کی ضروریات کا موازنہ حقیقت پسندانہ دکھائی نہیں دیتا کیونکہ چوہا انسان کے مقابلے میں بہت زیادہ متحرک زندگی گزارتا ہے لیکن اگر بعض بڑے ممالیہ جانوروں کی روزانہ وٹامن "سی" پیدا کرنے کی سرگرمی کو پیش نظر رکھا جائے تو پھر ماہرین کے مطابق ہر شخص کو عام حالات میں روزانہ ایک ہزار سے دو ہزار ملی گرام تک اور بیماری وغیرہ ہنگامی حالات میں دس ہزار ملی گرام تک وٹامن سی (روزانہ) درکار ہے۔ ظاہر ہے کہ اتنی مقدار میں وٹامن سی صرف ضمنی ذرائع سے ہی حاصل کیا جاسکتا ہے۔

خود کو نارمل حالت میں برقرار رکھنے کے لئے انسانی جسم عام طور سے زیادہ سے زیادہ ایک مہینے کی ضرورت کے برابر وٹامن سی اپنے اندر ذخیرہ کرسکتا ہے۔ یہ ذخیرہ عموماً پندرہ سو سے دو ہزار ملی گرام پر مشتمل ہوتا ہے لیکن کسی بیماری یا دباؤ وغیرہ کی صورت میں انسانی جسم میں موجود وٹامن "سی" کا محفوظ ذخیرہ فوراً گھٹ جاتا ہے کیونکہ ایسی حالت میں جسم وٹامن سی کی بھاری مقدار استعمال کرنے لگتا ہے اور اگر اس کمی کو فوری طور پر مصنوعی ذرائع سے پورا نہ کیا جائے تو جسم کی قوت مدافعت کمزور ہوکر مرض پیچیدہ ہوسکتا ہے۔

وٹامن "سی" ہمارے جسم کے نظام تحفظ میں بھی بہت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ حالیہ ریسرچ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ وٹامن ہمارے جسم میں انٹرفرون اور پراسٹیگ لینڈن وغیرہ اہم مدافعتی رطوبتوں کی پیدائش میں اضافہ کرکے جسم کے شاندار نظام تحفظ کو اور مضبوط کر دیتا ہے۔ بعض اوقات کسی مریض کی صحتیابی یا موت کا فیصلہ اس کے جسم میں موجود وٹامن "سی" کی مقدار پر منحصر ہوتا ہے۔ اگر وٹامن "سی" اس وقت مناسب مقدار میں موجود نہ ہو تو بیماری کے جراثیم یا وائرس مریض کی مدافعت کے قلعے میں شگاف ڈال کر تندرستی کو شکست دینے میں کامیاب ہوجاتے ہیں۔

درحقیقت وٹامن "سی" جسم کی کئی طریقوں سے مدد کرتا ہے۔ اس میں "انٹی ہسٹامین" اثرات پائے جاتے ہیں جن کے تحت یہ سانس کی نالی کی بندش کو کھولتا ہے اور جسم میں آکسیجن کی "سپلائی" میں اضافہ کرتا ہے۔ وٹامن "سی" کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ جسم میں زہریلے اثرات کو صاف کرتا ہے۔

ایک دلچسپ خصوصیت یہ ہے کہ یہ مزاج و طبیعت کی تندی و تلخی پر بھی معتدل اثر ڈالتا ہے۔ چنانچہ چڑچڑے پن اور بات بات پر لڑنے کی عادت کو ختم کرنے میں وٹامن "سی" کا باقاعدہ اور زیادہ مقدار میں استعمال بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔ اس حقیقت کے پیش نظر ہم ان خواتین کو یہ وٹامن اپنے شوہروں کو کھلانے کا مشورہ دیں گے جو بد مزاج اور جھگڑالو واقع ہوئے ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر وٹامن "سی" اس قدر افادیت رکھتا ہے تو کیا یہ ضروری ہے کہ ہم اس وٹامن پر مشتمل بے شمار گولیاں روزانہ پھانکا کریں، ماہرین کا جواب نفی میں ہے اگر وٹامن "سی" کی غیر معمولی مقدار (ہزاروں ملی گرام) روزانہ

استعمال کی جائے تو فائدے کی بجائے ضرر بھی پہنچ سکتا ہے۔
اس قدر بھاری مقدار میں وٹامن "سی" کا استعمال جسم سے کیلشیم اور بعض دیگر ضروری معدنیات کو خارج کر سکتا ہے اور اسہال اور پیچش کا سبب بھی بن سکتا ہے۔

وٹامن "سی" بعض قسم کی دواؤں کے ساتھ منفی ردِ عمل بھی ظاہر کرتا ہے۔ مثلاً تحقیق کے بعد یہ بات سامنے آئی ہے کہ وٹامن "سی" خون کو پتلا کرنے والی مشہور دوا "وارفرین" کے عمل میں مداخلت کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اس کی بھاری مقدار خون کے معائنے اور ٹیسٹ کے نتائج پر اثر انداز ہو کر تشخیص کنندہ کو گمراہ کر سکتی ہے۔
گردوں کی خرابی میں مبتلا مریضوں کو وٹامن "سی" احتیاط کے ساتھ استعمال کرنی چاہیئے۔ اگرچہ اب تک کی تحقیق سے یہ بات پوری طرح ثابت نہیں ہوسکی کہ وٹامن "سی" گردوں میں پتھری پیدا کرتا ہے، تاہم نظریاتی طور پر یہ بات ممکن ہے کہ جو لوگ نازک طبع ہوں اور ان کے خاندان میں گردوں کے درد یا پتھری کا مرض موجود رہا ہو وہ اس وٹامن کے زیادہ استعمال سے گردوں کی تکلیف میں مبتلا ہوجائیں۔ چنانچہ اس قسم کا پس منظر رکھنے والوں کو وٹامن "سی" استعمال کرنے سے پہلے معالج کے ساتھ مشورہ کرنا چاہیئے۔ علاوہ ازیں جلد کی ایک بیماری جو "برص" یا پھلبہری کہلاتی ہے، میں بھی وٹامن "سی" کے استعمال سے پرہیز کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ جس مقدار میں بھی وٹامن "سی" جسم کو میسر ہو، جسم اپنے آپ کو اس کے مطابق (استعمال کرنے کا) عادی بنالیتا ہے کیونکہ انسان کا جسمانی نظام خاصا لچکدار واقع ہوا ہے۔ اگر کوئی شخص اندازاً ایک سو گرام وٹامن "سی" استعمال کر رہا ہے تو جسم اتنی مقدار پر قناعت کرلیتا ہے اور اگر ۵ ہزار گرام روزانہ استعمال کرتا ہے تو پھر جسم اس مقدار کا عادی ہوتا ہے اور اگر اس مقدار میں کمی آجائے تو جسم یقیناً اسے محسوس کرے گا اور ممکن ہے کہ جسم میں ذخیرہ شدہ مقدار خطرناک حد تک کم ہوجائے۔ کیا ہمیں وٹامن "سی" کی ضرورت ضمنی ذرائع سے پوری کرنی چاہیئے؟ اس جواب کا انحصار اس بات پر ہے کہ آپ کون ہیں۔ کس قسم کی خوراک استعمال کر رہے ہیں۔ مثلاً ساگ پات، ٹماٹر، کچی سبزیوں، تازہ پھلوں خصوصاً سنگترے، مالٹا اور لیموں وغیرہ میں یہ وٹامن وافر مقدار میں پایا جاتا ہے اس لئے اگر کوئی شخص یہ پھل یا سبزیاں روزانہ خوراک میں استعمال کر رہا ہے تو اسے ضمنی طور پر وٹامن "سی" (اسکاربک ایسڈ) کی گولیاں وغیرہ استعمال کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اسی طرح عام عورتوں کے مقابلے میں حاملہ عورتوں اور نوجوانوں کے مقابلے میں عمر رسیدہ افراد کو زیادہ ضرورت پڑتی ہے۔ دباؤ کا شکار رہنے والے اور نشہ وغیرہ یا سگریٹ نوشی کی عادت میں مبتلا افراد کو بھی وٹامن "سی" کی نسبتاً زیادہ مقدار درکار ہوتی ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ سال کے مختلف موسموں میں اس وٹامن کی ضرورت بھی گھٹتی بڑھتی رہتی ہے۔ مثلاً سردیوں کے آغاز اور خزاں میں وٹامن "سی" کا محفوظ ذخیرہ بہت کم ہوجاتا ہے۔ اُس وقت جسم پر مختلف جراثیم خصوصاً انفلوئنزا وغیرہ کے حملے وغیرہ کا خطرہ بڑھ جاتا ہے چنانچہ اس موسم میں ہمیں زیادہ مقدار میں وٹامن "سی" استعمال کرنا چاہیئے۔
ماہرین کی اکثریت اس بات پر متفق ہے کہ ہر شخص کو کم از کم ایک سو سے دو سو ملی گرام تک وٹامن (سی) ہر روز استعمال کرنا چاہیئے، اگر بذریعہ خوراک اتنی مقدار میسر نہ ہو تو پھر ضمنی ذرائع سے مدد لینی چاہیئے۔ یہ حالت صحت و سکون کے لئے مقرر کردہ مقدار ہے۔ بیماری، کشمکش، ہیجان وغیرہ کے دوران جسم کو روزانہ کم از کم پانچ سو ملی گرام تک وٹامن "سی" ملنی چاہیئے اس طرح جسم کو بیماری یا دباؤ پر قابو پانے میں مدد ملے گی۔
(بشکریہ قومی صحت)

خالد خدام کا اپنا رسالہ ہے اس کی اشاعت بڑھانا خدام کا فرض ہے۔
(مینجر ماہنامہ خالد۔ ربوہ)

ایک پاکستانی احمدی نوجوان

جس نے برطانیہ میں اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوالیا

عمر شہاب خان ۱۱ جولائی ۱۹۶۴ء کو پیدا ہوئے۔ ان کے والد محمد اسلم خان کا تعلق متوسط طبقے سے ہے اور خود عمر شہاب خان بھی اسی طبقے کی پیداوار ہیں۔ برطانیہ جانے سے قبل ہی ان کے جواہر کھلنا شروع ہوگئے تھے۔ پہلے انہوں نے این ای ڈی یونیورسٹی آف انجنیئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، کراچی سے بی ای، الیکٹرونکس کا امتحان فرسٹ کلاس تھرڈ پوزیشن میں پاس کیا۔
جس کے بعد انہیں کرین فیلڈ انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی، انگلینڈ سے ایم ایس کرنے کے لئے چنا گیا۔ اس چناؤ کے لئے دولت مشترکہ کے دفتر امور خارجہ نے خود ہی عمر شہاب الدین کو نامزد کیا اور یوں پاکستان اور احمدیت کا یہ سپوت اپنے پورے وقار اور اعزاز کے ساتھ بیرون ملک تعلیم کے لئے روانہ ہوا۔
وہاں جاکر بھی ان کی ہمت اور عزم اتنا ہی بلند رہا۔ ایم ایس کرتے ہوئے بھی انہوں نے صرف ڈگری کا حصول ہی مدّ نظر نہیں رکھا بلکہ وہ سب کچھ حاصل کیا جو علم کے ایک تشنہ لب کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ یہاں سے بھی انہوں نے ایم ایس پوری کامیابی کے ساتھ پاس کیا اور پی ایچ ڈی کے لئے تحقیق کا آغاز کیا۔ ان کا موضوع تھا
"آپٹکل فائبر سینسر ٹکنالوجی"
اور آخر کار انہوں نے موضوع پر کرینفیلڈ انسٹی ٹیوٹ آف ٹکنالوجی، بیڈفورڈ، انگلینڈ سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرلی۔ پھر اسی سال یعنی ۱۹۹۰ء میں برطانوی یونیورسٹی کے پرنسپلز اور وائس چانسلرز کی کمیٹی نے میٹنگ منعقد کی۔ اس میٹنگ کا مقصد پورے برطانیہ سے پانچ بہترین طالب علم کا انتخاب کرنا تھا۔ میٹنگ نے جن پانچ طالب علم کا انتخاب کیا تھا ان میں عمر شہاب خان کا نام بھی شامل تھا۔ برطانیہ میں یونیورسٹی کی سطح پر دیا جانے والا یہ اعلیٰ ترین اعزاز، او آر ایس ایوارڈ کہلاتا ہے۔ عمر شہاب خان نے آپٹکل فائبر سینسر ٹیکنالوجی پر جو تحقیق کی تھی، وہ بہترین قرار پائی اور یوں ایک پاکستانی، تن تنہا، اپنے ملک کا جھنڈا، دیار غیر میں لہرانے میں کامیاب ہوگیا۔
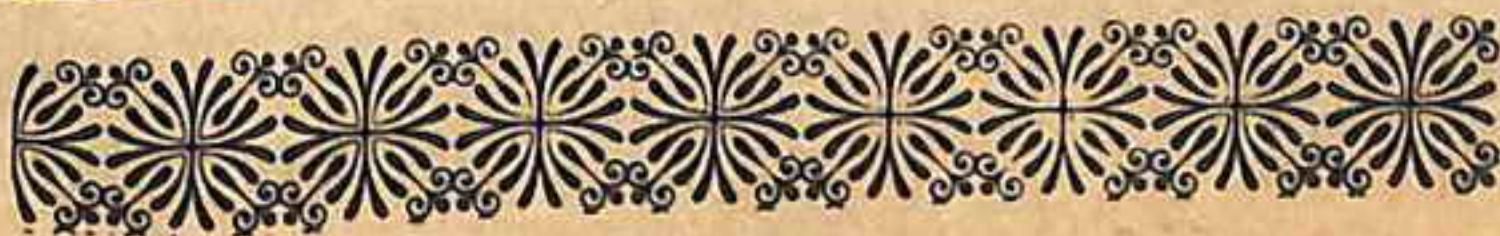
نپولین کو کس نے قتل کیا

نپولین بونا پارٹ فرانس کا اولوالعزم شہنشاہ گزرا ہے۔ وہ شجاعت میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا۔ اس نے تقریباً یورپ کے ایک بڑے حصے کو فتح کر لیا تھا۔ وہ انگریزوں اور روسیوں کا شدید مخالف تھا۔ تقریباً پندرہ سولہ سالوں تک اس نے مختلف معرکوں میں ان کے دانت کھٹے کئے رکھے وہ سلطان فتح علی ٹیپو شہید کا حلیف بھی تھا۔ ۱۷۹۹ء میں سرنگا پٹم کی جنگ میں فرانسیسی فوج کا ایک دستہ بھی سلطان کی حمایت میں انگریزوں سے لڑتا ہوا سلطان پر قربان ہو گیا تھا۔ ۱۸۱۵ء میں برطانیہ، روس، اور کئی یورپی ممالک نے متحد ہو کر جنگ میں حصہ لیا اور بلجیم کے مقام واٹرلو میں نپولین کو شکست سے دوچار کیا۔ نپولین نے اس کے بعد خود کو انگریزوں کے حوالے کر دیا جنہوں نے اسے افریقہ سے کچھ فاصلے پر اپنے ایک ٹاپو نما جزیرہ سینٹ ہیلینا میں کچھ رفقاء کے ہمراہ جلاوطن کر دیا۔ وہ یہاں چھ سال مقیم رہا اور آخر متواتر شدید بیماری کے بعد ۱۸۲۱ء کو سینٹ ہیلینا میں اس کا انتقال ہوا۔ اس کی لاش کا پوسٹ مارٹم ہوا۔ سات انگریز ڈاکٹروں اور ایک فرانسیسی ڈاکٹر کے پینل نے اس کا تفصیلی معائنہ کیا مگر کوئی ڈاکٹر اس کی موت کے سبب پر متفق نہ ہو سکا۔ کسی نے یرقان زدہ کیفیت بتائی کسی نے سرطان کے قریب لکھا اور کسی نے اپنی رپورٹ میں مکمل سرطان تحریر کیا۔ اس کے بعد اس کے جملہ رفقاء بشمول اس کے خادم خاص لوئی مرچاں کے جہاز میں بیٹھ کر فرانس روانہ ہو گئے۔ مرچاں کی تحویل میں موت کے بعد نپولین کے سر سے تراشے ہوئے بال بھی تھے۔

فرانس پہنچتے ہی نپولین کی وصیت کے مطابق مرچاں نے اس کے بال سونے کی ڈبیوں میں بند کر کے اس کے مختلف احباب اور رشتے داروں کو بھجوا دئے۔ ۱۸۴۰ء میں فرانس کے اس وقت کے بادشاہ لوئی فلپ نے نپولین کی لاش کو سینٹ ہیلینا سے پیرس منتقل کر کے تزک و احتشام کے ساتھ انوالید کے عالیشان مقبرے میں دفن کیا۔ انیس سال گزرنے کے باوجود اس حیرت انگیز منظر کا راز کیا تھا۔ یہ راز ۱۹۵۵ء سے لے کر ۱۹۷۸ء تک سوئیڈن کے ایک شہر گوئٹے برگ کے ایک دندان ساز ڈاکٹر اور ماہر سمیات ڈاکٹر فورشوفوڈ نے "نپولین کے سر کے بالوں" کا تجزیہ اور ٹیسٹ کر کے حل کیا۔ اس سے پتہ چلا کہ نپولین طبعی موت نہیں مرا بلکہ سینٹ ہیلینا میں اس کے ایک رفیق نے چھ سال تک اسے بتدریج زہر دے کر پرانے سنکھیئے سے ہلاک کیا تھا۔

ڈاکٹر فورشوفورڈ نپولین کے بال حاصل کرنے مئی ۱۹۶۰ء میں پیرس گیا جہاں اسے انوالید کے عجائب گھر کے ایک سابق ڈائریکٹر اور "ماہر نپولین" کمانڈر ہنری لاشوق نے بال مہیا کیا۔ ڈاکٹر فورشوفورڈ کو کیمسٹری کے ایک رسالے سے یہ اہم معلومات حاصل ہوئی تھیں کہ برطانیہ میں گلاسکو یونیورسٹی کے ایک سائنسدان اسمتھ ہملٹن نے ایک جدید طریقہ کار ایجاد کیا ہے جس کے ذریعہ وہ بالوں کے چند ٹکڑوں سے زہر خوری کا تجزیہ کر سکتا ہے اس لئے فورڈشوفورڈ نے یہ بال کمانڈر ہنری لاشوق سے حاصل کیا۔

نپولین سینٹ ہیلینا میں ۱۸۱۵ء سے لے کر ۱۸۲۱ء تک متواتر بیمار ہوتا گیا۔ اس کے کچھ رفقاء آہستہ آہستہ اس کا ساتھ چھوڑنے لگے۔

۱۸۱۸ء میں سینٹ ہیلینا کا نیا گورنر سر ہڈسن لو آ پہنچا جس نے اس پر مختلف قسم کی پابندیاں لگادیں اور اس کی روزانہ گھوڑ سواری و سیر کا رقبہ بھی محدود کر دیا۔ نپولین نے اس پر سخت احتجاج کرتے ہوئے اپنی رہائش گاہ "لانگ ووڈ" کے کمروں سے ہی نکلنا چھوڑ دیا لیکن اس عمل سے اس کی صحت مزید خراب ہوتی گئی۔ اس کا چہرہ زرد پڑ گیا، پیروں پر ورم رہنے لگا وہ بمشکل اپنی ٹانگوں پر کھڑا ہو سکتا تھا۔ اس دوران جزیرے سے اس کے

قریبی رفقاء اور احباب آہستہ آہستہ جانے لگے۔ اس کا ایک ماتحت اور جنرل گورگاڈ جزیرہ سے روانہ ہوگیا۔ ایک دن اس کا ایک وفادار خادم کپرینی بھی پیٹ کے درد کے بعد ہلاک ہوگیا۔ اس کے بعد گورنر کے دباؤ پر جزیرہ میں اس کا ایک قریبی انگریز دوست ولیم بالکومبے بھی اپنے خاندان کے ہمراہ انگلستان روانہ ہوگیا۔

بالکومبے کی روانگی سے نپولین جزیرہ میں اپنے ان انگریز دوستوں سے محروم ہوگیا جو بیرونی دنیا سے اس کے رابطے کا ذریعہ تھے۔ ایک سال بعد منتھولن کی اہلیہ البائن بھی جزیرہ سے اپنے تین بچوں کو لے کر فرانس روانہ ہوگئی۔ نپولین نے منتھولن کو جانے کی اجازت دے دی لیکن اس نے شہنشاہ کے قریب رہنا ہی پسند کیا۔ اپنے خاندان کی روانگی کے بعد اب منتھولن اپنا وقت زیادہ تر شہنشاہ کے قریب ہی گزارنے لگا اور شہنشاہ کو اس سے کوئی شکایت نہ تھی۔ اب وہ واحد فرانسیسی افسر تھا جو شہنشاہ کے بالکل قریب رہ گیا تھا۔ اس کا ایک اور افسر جنرل برٹرینڈ "لونگ ووڈ" سے کچھ فاصلے پر اپنی اہلیہ فینی کے ہمراہ رہتا تھا اور وہ بھی واپس جانے کی تیاری کر رہا تھا۔

پیرس سے واپسی کے بعد فورشوفوڈ نے ڈاکٹر ہملٹن اسمتھ کو گلاسکو فون کیا۔ بغیر کوئی سوال کئے اسمتھ فوراً نپولین کے بال کا تجزیہ کرنے پر رضامند ہوگیا۔ فورشوفوڈ نے جولائی ۱۹۶۰ء میں لفافہ میں "بال" رکھ کر بذریعہ رجسٹری روانہ کر دیا۔ چند دنوں بعد اسے جواب ملا........ "بال" کے نمونے کے "کیمیکل معائنہ" سے بات معلوم ہوئی کہ اس میں ۱۰ء۳۸ مائیکروگرام "سنکھیے کا اثر" فی گرام موجود ہے۔ اسے میں نے اپنے جدید اور خاص طریقہ کار کے مطابق "ٹیسٹ" کیا ہے۔ متوفی کو بڑی مقدار میں "سنکھیا" دیا گیا تھا.....؟۔

عام طور پر انسانی بالوں میں دس لاکھویں حصے میں اعشاریہ آٹھ حصہ "سنکھیا" پایا جاتا ہے مگر نپولین کے بال میں عام مقدار سے "تیرہ" گنا زیادہ "زہر" پایا گیا تھا۔

فورشوفوڈ نے مزید تجزیہ کے لئے نپولین کے "بال" زیادہ مقدار میں حاصل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اب اس نے ہملٹن سے بالمشافہ گفتگو کرنے کا ارادہ کرلیا۔ وہ سوئیڈن سے بذریعہ ہوائی جہاز گلاسکو پہنچا۔ یہ اگست کا مہینہ تھا۔ اسمتھ کی "رصدگاہ" کے معائنے کے بعد دونوں چائے کے دوران اس موضوع پر تبادلہ خیال کرتے رہے۔ گلاسکو کے سائنسدان نے اسے اپنی جدید تکنیک سے روشناس کیا۔ پہلے بال کا وزن کیا گیا اس کے بعد پولی تھین کی تھیلی میں اسے سیل کر دیا گیا۔ پھر کچھ مقدار میں سنکھیا کے سلوشن اور بال (نمونے) دونوں کو چوبیس گھنٹہ کے لئے ایک روشن جگہ پر رکھ کر چھوڑ دیا گیا۔ دونوں "نمونوں" کا موازنہ کرنے کے بعد نتیجہ یہ اخذ ہوا کہ "جسم" میں "سنکھیا" کی کثیر مقدار موجود تھی۔ ہملٹن کی نئی تکنیک نہایت موثر اور کارآمد ثابت ہوئی۔ بدقسمتی سے اس تجزیہ کے بعد "بال" بالکل بے کار ہوگیا۔ اس لئے اب اس کے مزید معائنے کی گنجائش نہ تھی۔

کچھ وقفے کے بعد ہملٹن اسمتھ نے فورشوفوڈ سے سوال کیا "کیا آپ بتاسکتے ہیں کہ اس بھیانک جرم کا ہدف کون تھا؟ فورشوفوڈ نے آہستگی سے جواب دیا "اس کا تعلق شہنشاہ نپولین اول سے ہے۔

فورشوفوڈ کا بیان ہے کہ یہ سنتے ہی ہملٹن کا چہرہ ایک لاش کی طرح سفید پڑ گیا اور وہ گم سم ہوگیا۔ فورشوفوڈ نے اس کے خیالات کو بخوبی پڑھ لیا تھا۔

غالباً ہملٹن کی سوچ یہ تھی کہ کیا انگریزوں نے نپولین کو زہر دیا تھا؟ کوئی بھی برطانوی اس تصور سے ہی کانپ اٹھ سکتا تھا کہ اس کے ملک ہی کی دہلیز پر ایک غیر ملکی باشندہ اس کی قوم پر ایک بھیانک الزام لگائے لیکن فورشوفوڈ نے یہ کہہ کر تسلی دی کہ ہوسکتا ہے یہ "زہر" گرد و نواح یا کسی اور بیرونی ذرائع سے دیا گیا ہو؟

اس صورت حال میں فورشوفوڈ نے لاشوق سے اور "بال" حاصل کرنے کا ارادہ کرلیا۔ ۱۰ اپریل ۱۹۶۱ء کو پیرس میں فرانسیسی فوج کے "شعبہ تاریخ" میں ایک اجلاس منعقد ہوا۔ فورشوفوڈ نے اپنا مقدمہ پیش کیا۔ اس گروپ میں دو فوجی ڈاکٹروں اور فوج کے سب سے بڑے ماہر ادویات نے فورشوفوڈ کے دلائل اور تھیوری کو ہمدردانہ خاموشی سے سنا۔ لاشوق بھی "شہنشاہ کے بالوں کی

لٹ" لے کر آگیا اور یہ طے پایا کہ ایک فرانسیسی ڈاکٹر "بال" کا طبی معائنہ اور تجزیہ کرے گا۔ مگر اس سے بیشتر کہ عملی "تجزیہ" شروع ہوا شوق نے غیر متوقع طور پر "بال" واپس لے لیا۔ فور شوفوڈ فوراً بھانپ گیا کہ ایسا کیوں ہوا؟ غالباً فرانسیسیوں کے ذہن میں یہ سوال ابھرا کہ نپولین کا قاتل کون تھا؟ اس کا الزام انگریزوں پر لگا دیا جاتا تو ان کے لئے بہت قابل قبول ہوتا۔ مگر شہنشاہ کی "سینٹ ہیلینا" کی زندگی کے حالات کو دیکھتے ہوئے انگریزوں کے لئے محض اسے زہر دینے کے لئے اس کے سارے رفقاء کو زہر دینا ناممکنات میں سے تھا۔ اس لئے اس حقیقت کو جھٹلانا مشکل تھا کہ فرانس کے اس عظیم ہیرو پر خود اس کے قریبی رفیقوں میں سے ایک غدار نے یہ ہلاکت آمیز وار کیا تھا اور یہی بات کسی فرانسیسی کے لئے قبول کرنا "باعث ہچکچاہٹ تھی"۔

فرانسیسی حکام سے ناامید ہونے کے بعد اب فور شوفوڈ نے اپنی "نامکمل" تھیوری کو منظر عام پر لانے کا ارادہ کر لیا۔ اس نے پریس اور جرائد کے ذریعہ ساری دنیا یہ توقع وابستہ کرتے ہوئے وضاحت کی کہ شاید کوئی اور شخص آگے بڑھ کر اس کی عملی مدد کرے اور اس پرسے پردہ اٹھائے؟ نپولین کے دور حیات میں موت سے قبل اور اس کے بعد بالوں کے درجنوں گچھے تقسیم ہوئے تھے۔ شاید ان کے موجودہ مالکوں میں سے کوئی سائنس اور تاریخ کے مفاد میں بالوں کے چند لچھے بھیج دے؟......

فور شوفوڈ، ہملٹن اور ایک سوئیڈش باشندے آندریس وامن نے لندن کے ایک سائنس میگزین "نیچر" کی ۱۴ اکتوبر ۱۹۶۱ء کی اشاعت میں یہ سنسنی خیز انکشاف کیا کہ "نپولین زہر کا ہدف بنا تھا"۔ اس کا سب سے پہلا ردِ عمل "ماہرین نپولین" کی جانب سے ظاہر ہوا۔ جنہوں نے یہ ساری تھیوری یکسر مسترد کر دی۔ دراصل فور شوفوڈ کو ان سے یہی توقع تھی۔

دو ہفتوں کے بعد سوئٹزرلینڈ کا ایک صنعت کار نپولین کے "پچاس بالوں کا لچھا" لے کر گلاسکو پہنچا۔ یہ بال شہنشاہ کے خادم خاص ابراہیم نوروز نے اس کی موت کے دوسرے دن استرے سے اس کے سر سے کاٹے تھے جو اب کلفرڈ فرے کی ملکیت تھے فرے نے یہ بال "عملی تجزیہ" کے لئے ہملٹن اسمتھ کو دے دئے۔

ہملٹن کی "دوسری رپورٹ" کا انتظار کرتے ہوئے اب فور شوفوڈ نے نپولین کی آخری سات ماہ کی زندگی کا تجزیہ شروع کر دیا۔ ماہ ستمبر ۱۸۲۰ء کے آخری دن تک کے "آثار اور حالات" کے بارے میں ڈاکٹر انیٹو مارچی مرچاں اور دوسرے عینی شاہدوں نے جو اظہار خیالات کئے تھے اس نے ان کی مکمل فہرست ترتیب دی۔ مکمل ہونے کے بعد یہ سطور کئی فٹ طویل تھیں۔ اس دوران نپولین کی طبیعت کبھی بگڑتی اور کبھی سنبھلتی رہی۔ مارچ ۱۸۲۱ء تک وہ شدید زہر خوری کا شکار رہا۔ وسط اپریل تک اس کی طبیعت قدرے سنبھلی اور اسی اثناء میں اس نے اپنا مشہور و معروف "وصیت نامہ" تیار کرایا۔ اس کے بعد اس کی حالت پھر بگڑتی گئی جو دو ہفتوں تک رہی۔ اور اسی کشمکش میں اس کا آخری وقت آن پہنچا۔

ہملٹن نے اپنی پرانی تکنیک کے مطابق ہی بالوں کو "ٹیسٹ" کیا۔ ان کا تخمینہ ۳،۲۷ اور ۳،۷۵ فی دس لاکھواں حصہ ظاہر ہوا۔ یعنی انسانی بالوں میں نارمل کے مقابلے میں پانچ گنا زیادہ "سنکھیا" کا زہر ظاہر کیا۔ دو بال جو لمبائی میں ۱۳ اور ۹ سینٹی میٹر کے تھے، اپنی لمبائی کی وجہ سے مرحلہ وار تجزیہ کے لئے انتہائی موزوں تھے۔

اس نے ان بالوں کے تقریباً ۱۴۰ تجزیے کئے اور ہر ٹیسٹ میں گراف نے یہی نتیجہ ظاہر کیا کہ نپولین کی موت اتفاقیہ واقع نہیں ہوئی تھی بلکہ اس کے جسم میں "سنکھیا" کسی مشروب یا خوراک میں ملا کر مرحلہ وار آہستہ روی سے داخل کیا گیا تھا۔ اب فور شوفوڈ نے اپنی مرتب کردہ فہرست کا ہملٹن کے گراف سے موازنہ شروع کیا۔ اس نے ابتداء سے لے کر آخر تک گنتی کی۔ ہر پانچ ملی میٹر کا بال ۵ مئی ۱۸۲۱ء تک نپولین کی پندرہ روزہ زندگی کی وقفہ وقفہ بیماری اور افاقے کی علامتوں کو ظاہر کر کے ثابت کر رہا تھا۔ نتائج حیران کن اور حوصلہ افزا تھے جو ہملٹن اسمتھ نے دوسری بار اپنی جدید تکنیک اور سنکھیے کی زہر خوری کے بارے میں اخذ کر کے تجربات میں گراف کے ذریعہ ظاہر کئے اور فور شوفوڈ نے اپنی مرتب کردہ فہرست کو ہملٹن کے گراف سے موازنہ کر کے بالکل درست پایا۔

تنقید نگاروں نے بالوں کی اصلیت کے بارے میں بھی شبہات کا اظہار کیا کہ وہ فی الحقیقت شہنشاہ کے بال ہیں؟ اس کا جواب ہاں میں تھا کیونکہ پیرس سے لاشوق، سوئٹزرلینڈ سے فرے اور آسٹریلیا سے خاتون میبل اور دیگر دو افراد سے یہ بال حاصل ہوئے تھے۔ اگر یہ نقلی بال تھے تو ایک ہی شخص کے ذریعے دنیا کے دور دراز علاقوں تک ایک دوسرے کے لئے بالکل اجنبی انسانوں میں یہ بال کس طرح پھیلائے گئے؟ اس لئے نقلی بالوں کا گمان بالکل بے بنیاد ہے اور لغو ہے۔

فورشوفوڈ کی ریسرچ کے مطابق نیپولین کو زہر دینے والے "مشتبہ افراد" کی فہرست میں نیپولین کے دو انتہائی وفادار حامی رہ جاتے ہیں مرچاں اور منتھولن۔ یہ بڑی ستم ظریفی اور قدرتی امر تھا کہ صرف ایسا انتہائی وفادار شخص ہی جو نیپولین تک رسائی رکھتا تھا اور ہمیشہ قریب جاسکتا تھا "قتل کے مشن کی تکمیل" کرسکتا تھا۔

فورشوفوڈ نے ان دونوں مشتبہ افراد و اشخاص کے پس منظر کی جانچ پڑتال کی کہ انہوں نے شہنشاہ کے ہمراہ بہ رضا و رغبت سینٹ ہیلینا کی جلاوطنی کیوں قبول کی؟ وہ کیا عوامل تھے؟ آخر کیوں؟........ کس لئے؟

مرچاں نے اپنی تمام بلوغت کی زندگی نیپولین کی خدمت گزاری میں صرف کی۔ اس کی ماں محل میں خادمہ کی حیثیت سے متعین رہی اور نیپولین کی پہلی جلاوطنی میں اس کے شیر خوار بچہ کی دیکھ بھال کے لئے دیا گیا تھا۔ مرچاں اور اس کے خاندان کا کبھی بھی قدیم شاہی خاندان بوربون سے رابطہ نہ تھا اس لئے یہ ایک فطری امر تھا کہ وہ شہنشاہ کے ہمراہ ہی جاتا۔

رہ گیا کاؤنٹ منتھولن تو اس کا تعلق قدیم بوربون شاہی خاندان کے رؤسا میں سے تھا۔ وہ ایک ایسا افسر تھا جس نے کبھی کسی جنگ میں فعال حصہ نہیں لیا تھا۔ نیپولین نے اسے ترقی دینے سے بھی انکار کر دیا تھا اور جب اس نے شہنشاہ کی مرضی کے خلاف ایلبائن سے عقد کیا تو نیپولین نے اسے برطرف کردیا تھا۔ جب نیپولین تخت سے دست برداری کے بعد اپنی پہلی جلاوطنی کے نتیجہ میں "ایلبا" کے جزیرہ پر گیا تو وہ اس کی جگہ لینے والے فرانس کے بوربون خاندان کے بادشاہ سے مل گیا اور اس کے دربار میں حاضری دی۔

۱۸۱۵ء میں واٹرلو کی شکست کے بعد منتھولن کو دوبارہ نیپولین کے رفقاء میں ایک درباری کی وردی میں دیکھا گیا۔ کیا وجہ تھی کہ آرام اور آسائش کا یہ دلدادہ نوجوان رئیس اچانک ایک شکست خوردہ "شہنشاہ" کا حامی بن گیا؟ آخر وہ سینٹ ہیلینا جانے کے لئے اتنا بیتاب کیوں تھا؟ آخر کیوں؟ فورشوفوڈ نے سوال دہرایا۔ وہ فرانس کے اعلیٰ معیار زندگی کو ترک کرکے، جہاں اب اسی کی قسم کے رؤسا برسر اقتدار آگئے تھے، وہ اپنی زندگی کا بہترین حصہ ایک دور دراز جزیرہ میں اس شخص کی خدمت گزاری میں صرف کرنے کے لئے گیا جس کا وہ قطعی زیر بار احسان نہ تھا۔

فورشوفوڈ نے اس حیرت انگیز رویہ کا ایک ہی نتیجہ اخذ کیا ہے وہ یہ ہے کہ اسے پلانٹ (مامور) کرکے محض شہنشاہ کو ہلاک کرنے کی غرض سے ہی بھیجا گیا تھا اور یقیناً ان احکامات کا محرک کاؤنٹ ڈی (شہزادہ) آرطوئیس ہی تھا۔ کیونکہ نیپولین کے دور حکومت میں بھی اس پر قاتلانہ حملوں کی منصوبہ بندیوں، سازشوں اور پس منظر میں اسی کا ہاتھ ہوتا تھا۔ زہر خوری کے طریقہ کار سے کے متعلق فورشوفوڈ نے مزید ثبوت فراہم کئے۔ شراب کے ذخیرہ کی لونگ ووڈ میں ترسیل اور حفاظت (جو صرف شہنشاہ کے لئے آتی تھی) منتھولن کی ذمہ داری تھی اور وہ الماری جس میں شراب رکھی جاتی تھی اس کی چابی بھی اس کی تحویل میں رہتی تھی۔ شراب عام طور پر "لونگ ووڈ" میں پیپوں میں بھر کر لائی جاتی تھی۔ قبل اس کے کہ اس کو بوتلوں میں بھرا جاتا منتھولن کے لئے پیپے میں سنکھیا ڈالنا انتہائی آسان تھا۔ اس میں کوئی خطرہ بھی نہ تھا۔ کھانے میں زہر کی آمیزش کی صورت میں گرفت کا خطرہ تھا کیونکہ اس میں ہر مرتبہ زہر ملانا پڑتا۔ مگر پیپوں میں صرف ایک مرتبہ کا عمل ہفتوں بلکہ آنے والے مہینوں کے لئے کافی تھا اور یہ آہستہ روی کا عمل ہوتا۔ کیونکہ نیپولین شراب توازن سے پیتا تھا۔

ایک مرتبہ نیپولین نے گورگاڈ کو شراب کی ایک بوتل تحفتاً پیش کی جس کے نتیجہ میں کچھ وقفہ کے دوران اس پر بھی بعینہ شہنشاہ جیسی علامات ظاہر ہونے لگیں۔

اس وقت کے عینی شاہدین کی تحریروں کے تذکروں سے اخذ کر کے فور شوفوڈ پھر اس نتیجے پر پہنچا کہ نپولین کو ہلاک کیا گیا تھا اور کاؤنٹ منتھولن اس کا قاتل تھا......... جو محض اس کے قتل ہی کے لئے رفقا کے درمیان مامور کیا گیا تھا اور یہ ایک بہت بڑی گہری اور مکارانہ منصوبہ بندی تھی۔ اس عیاری کی کوئی مثال نہ تھی۔ اس سازش کے پس پردہ فرانس کا قدیم شاہی خاندان بوربون تھا جو نپولین کی شکست کے بعد دوبارہ بحال ہوا تھا۔

آخری وار

۱۸۲۱ء کے ابتدائی ایام تک شہنشاہ بے انتہا کمزور ہو چکا تھا۔ اسے ڈیپریشن اور پیٹ درد کے شدید دورے پڑ رہے تھے۔ اس دوران منتھولن گورنر سر ہڈسن لوے متواتر اصرار کرتا رہا کہ کارسیکا کا ڈاکٹر اینٹومارچی اس قابل نہیں ہے کہ نپولین کی جان بچا سکے۔ اس لئے اس کی خواہش ہے کہ کوئی اور معالج پیرس سے آئے۔ اینٹومارچی سے بھی اس نے یہی ذکر کیا کہ "اب شاہ فرانس پر یہ لازم ہے کہ وہ کسی اچھے ڈاکٹر کو یہاں بھیجے"۔

اینٹومارچی قاتل کے لئے دو صورتوں میں خطرے کا باعث تھا اول یہ کہ وہ اناٹومی (علم عضویات) کا ماہر تھا اور دوسرے ڈاکٹروں کے مقابلے میں بہتر "پوسٹ مارٹم" کر سکتا تھا۔ دوئم یہ کہ وہ کارسیکا کا رہنے والا تھا اسی لئے نہ تو وہ برطانوی تاج اور نہ ہی فرانسیسی بادشاہت کا وفادار ہو سکتا تھا۔ چنانچہ زہر کی معلومات حاصل ہونے کے بعد اس کے اظہار سے اسے کوئی نہ روک سکتا تھا مگر بوربون بادشاہ فرانس کے بھیجے ہوئے ڈاکٹر کے لئے زہر کی تشخیص ظاہر کرنا مشکلات کا باعث ہوتا اور وہ خاموش رہتا۔

نپولین کو جان بوجھ کر سوچی سمجھی سکیم کے تحت ایسی ادویات دی گئیں جس سے اس کے اعصاب جواب دینے لگے اور آخر کار وہ کمزور تر اور نڈھال ہو کر بستر مرگ پر پڑ گیا۔ اس کی اجابت کی رنگت سیاہ ہو گئی تھی، مقعد اور پیٹ کی آنتوں سے اجابت میں جریان خون تھا۔ اس کے دو دن بعد ۵ مئی کی شام پانچ بج کر انچاس منٹ پر اس نے انتقال کیا.........

نپولین کی گواہی

اسٹین فور شوفوڈ شہنشاہ کی خالی قبر پر تنہا کھڑا تھا۔ وادی پر مکمل سکوت طاری تھا۔ شہنشاہ کا "زہر آلود" جسم یہیں ۱۹ سال کے طویل عرصے تک مدفون رہا تھا۔ اس روز یعنی جون ۱۹۷۴ء میں وہ اس قبر پر آنے والا واحد سیاح تھا۔ فور شوفوڈ ایک ہفتہ قبل ہی سینٹ ہیلینا پہنچا تھا اور آئندہ روز وہ یہاں سے روانہ ہونے والا تھا۔ جوں جوں فور شوفوڈ اس خالی قبر اور اس کے بے نام کتبہ کے پتھر کو دیکھ رہا تھا اس کے خیالات اکتوبر ۱۸۴۰ء کی جانب گھوم رہے تھے۔ جب اس جگہ نپولین کے جسم نے آخری گواہی دی تھی اور لیبز خاندان کے اس وقت کے شاہ فرانس لوئی فلپ نے ابھرتی ہوئی "بوناپارٹ تحریک" کے دباؤ پر مرنے والے شہنشاہ کی اس آخری خواہش پر عمل درآمد کرتے ہوئے کہ "اسے دریائے سین کے کنارے دفن کیا جائے" اس کی لاش کو پیرس لانے کا فیصلہ کر لیا.........

سینٹ ہیلینا کی نظر بندی کے دوران اس کے ان جملہ ساتھیوں کو جو اس وقت رو بہ حیات تھے سینٹ ہیلینا پہنچ کر لاش لانے کے لئے مدعو کیا گیا تھا۔ اکثریت نے اسے منظور کر لیا اور حکومت کے انتظام پر جزیرہ پہنچ گئے۔ ۶۷ سالہ برٹرینڈ اپنے ایک لڑکے کے ہمراہ وہاں موجود تھا۔ ۸۰ سالہ لاکیس نابینا بوڑھا تھا اس کی جگہ اس کا لڑکا عمانویل گیا تھا۔

پہلے ہی کی طرح گرم مزاج جنرل گورگاڈ کے وہاں پہنچتے ہی اس کے والد کے بجائے عمانویل سے اس کی جھڑپ ہو گئی۔ مرچاں جو اب ایک ادھیڑ عمر شخص تھا اور نپولین کی کرم فرمائی اور اس کے چھوڑے ہوئے ترکہ کی بنا پر اب ایک رئیس آدمی تھا اپنے دو نائبین سینٹ ڈینس اور نوروز کے ہمراہ وہاں موجود تھا۔ دونوں ڈاکٹر اور میرا اور اینٹومارچی اس وقت فوت ہو چکے تھے۔ منتھولن وہاں موجود نہ تھا وہ جیل میں بند تھا۔

سینٹ ہیلینا کی جلاوطنی سے واپسی کے بعد منتھولن کی زندگی بڑے پراسرار حالات میں گزری۔ اسے دس لاکھ فرانک کی ایک کثیر رقم ملی مگر ۱۸۲۹ء تک اس نے سب کچھ گنوا دیا۔ اس دوران یہ کبھی فوج میں اور کبھی باہر ہوتا رہا۔ اس کی کوئی منزل نہ تھی۔ اس کے بعد یہ مشاہدہ ہوا کہ ۱۸۲۷ء میں اس نے خفیہ طور پر شاہ چارلس دہم سابق شہزادہ ڈی آرطوئیس کی خدمت میں

حاضری دی۔ چارلس نے اسے کوئی اعلانیہ انعام نہ دیا کیونکہ حکومتیں ایسے اشخاص کو کم ہی نوازتی ہیں جو ان کا غلط کام کرتے ہیں۔ ۱۸۴۰ء میں منتھولن، لوئی نپولین (شہنشاہ کے بھتیجے) اور مستقبل کے "نپولین سوئم" کی صف میں شامل ہو گیا۔ وہ لوئی نپولین کے حامیوں کی قیادت کرتے ہوئے انگلستان سے فرانس فتح کرنے کی غرض سے بولون کی بندرگاہ پر اترا۔ فرانسیسی فوج نے جسے حملہ آوروں کی قبل از وقت اطلاع مل گئی تھی بڑی سرعت سے ان کو گرفتار کرلیا۔ منتھولن کو بیس سال قید کی سزا سنائی گئی جس کے اس نے صرف چھ برس مکمل کئے۔ وہ اپنے "بھیانک جرم" کے متعلق ایک لفظ کہے بغیر تیرہ سال بعد مرگیا۔ اس کا کردار ہمیشہ مشکوک رہا۔

فورشوفوڈ کا بیان ہے یہ منتھولن کی خوش قسمتی تھی کہ اس وقت وہ وہاں موجود نہ تھا جب جلاوطنی کے رفقاء مزدوروں کو شہنشاہ کی قبر کی کھدائی کرتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ کیونکہ وہ گواہ اس "حیرت انگیز" منظر کو دیکھ کر جو وہ اپنی پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے غالباً معاملہ کی انتہا اور تہہ تک جا پہنچتے۔ نپولین کی لاش کو حنوط نہ کیا گیا تھا بلکہ اسے "طبی معائنے" کے بعد چار "کفن نما" بکسوں میں جن میں دو پیوٹر کے تھے دفن کیا گیا تھا۔ جب سب سے اندرونی بکس کو کھولا گیا تو دیکھنے والے یہ توقع کر رہے تھے کہ اس کا ڈھانچہ ہی برآمد ہوگا...... مگر شہنشاہ کی لاش بالکل اصلی حالت میں موجود تھی۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ سو رہا ہے۔ ان ۱۹ برسوں میں اس پر بہت کم تبدیلی واقع ہوئی تھی بہ نسبت ان چہروں کے جو اسے قبر میں دیکھ کر گھور رہے تھے۔ فورشوفوڈ کی یہ وضاحت تھی کہ اس چشم دید "معجزہ" کی وجہ وہ سنکھیئے کا زہر تھا۔ ہلاکت آمیز سنکھیا جو جسم کے خلیوں کو گلنے سے بھی روکتا ہے۔ عجائب گھر میں اکثر نوادرات کو محفوظ رکھنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

صحیح حل مقابلہ نمبر 5

1۔ حضرت جعفر طیارؓ حضرت مصعب بن عمیرؓ
2۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ
3۔ ×
4۔ پہلی تین کتب کے حضرت مسیح موعود۔ اور آخری کتاب کے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی
5۔ 137 مرتبہ (136+1 (انگریزی))
6۔ 105
7۔ مارشل آئی لینڈ، ٹوکے لاؤ، میکسیکو، فیڈر ٹیٹ سٹیٹس آف مائکرونیشیا
8۔ البانیہ، لیبیا، تنزانیہ، سوئٹزرلینڈ
9۔ انیسواں (19)
10۔ مارشل آئی لینڈ

نوٹ: سوال نمبر 3 حذف کر دیا گیا ہے۔

اس دفعہ ہمیں کل 18 حل موصول ہوئے لیکن کوئی بھی درست حل نہیں تھا۔ ایک غلطی والوں کے نام پہلے لکھے جاتے ہیں۔

طاہر محمود بٹ۔ حافظ احمد نور قریشی۔ رافع احمد تبسم۔ محمد داؤد ناصر (ناصر ہوسٹل ربوہ) محمد اکرم قریشی۔ نور احمد (دارالصدر جنوبی)

علاوہ ازیں مندرجہ ذیل احباب نے بھی مقابلہ میں شرکت فرمائی۔

نصیر احمد بدر (علوم وسطی۔ ربوہ) محمد احسان شائق (نصیر آباد ربوہ) احمد انوار (دارالصدر جنوبی۔ ربوہ) امان اللہ امجد (صدر شمالی۔ ربوہ) محمد مالک (نصیر آباد۔ ربوہ) فرید احمد راشد (دارالشکر۔ ربوہ) کاشف انجم، محمد افضل شہزاد (خانیوال) محمد صدیق (محمود آباد فارم۔ کنری سندھ) محمود احمد اختر (میرا بھرکا۔ آزاد کشمیر) مظہر الحق (کوئٹہ) نامعلوم جگہ اور نام۔ چوہدری رضی احمد (سرائے عالمگیر۔ گجرات)

"یاد رکھو جو دنیا کے لئے خدا کی عبادت کرتے ہیں یا اس سے تعلق نہیں رکھتے، اللہ تعالیٰ ان کی کچھ پرواہ نہیں کرتا"

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۳۷۹ نیا ایڈیشن)

نورالدین

مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی نے اپنا ایک سہ ماہی رسالہ جاری کیا ہے جس کی پہلی اشاعت جولائی، اگست، ستمبر ۹۰ء سے شروع ہوئی ہے۔ اس کی ایک کاپی مکرم محمد منور عابد صاحب نے ہمیں ارسال فرمائی ہے۔ یہ رسالہ ۲۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس رسالے کا نام "نورالدین" رکھا گیا ہے۔ اور اسی مناسبت سے اس رسالے کے ٹائٹل پیج پر حضرت خلیفہ المسیح الاول کی بڑے سائز کی تصویر ہے۔ رسالہ میں امیر صاحب جماعت ہائے احمدیہ جرمنی اور دیگر عہدیداران کے انٹرویوز کے علاوہ تاریخ خدام الاحمدیہ، کچھ مضامین اور مجالس کی کارکردگی کا ذکر ہے۔ اطفال کے لئے بھی کچھ صفحات مقرر ہیں۔

اس رسالے میں سب سے اہم بات حضرت خلیفہ المسیح الرابع کا پیغام ہے جو ہم ہدیہ قارئین کر رہے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرّحیم

پیارے عزیزو!............السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ عنقریب ایک رسالہ جاری کر رہے ہیں۔ میرے نزدیک آپ کی یہ کوشش بہت نتیجہ خیز ثابت ہوگی اور انشاء اللہ جماعتی ترقی کے ضمن میں یہ طریق بہت کارآمد ہوگا۔ یورپ میں جو حیرت انگیز انقلاب رونما ہوا ہے اس کے اثرات بہت دور رس ہیں۔ اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محض اسلام اور احمدیت کی ترقی کے لئے یہ حالات پیدا کئے اور ہمارا یہ فرض ہے کہ اس سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں۔

اپنے اس رسالہ میں بدلتے ہوئے حالات اور جماعت کی ذمہ داریوں سے متعلق مضامین شائع کرتے رہیں اور زیادہ سے زیادہ خدام کو داعی الی اللہ بنانے کی کوشش کریں۔ میں امید کرتا ہوں کہ یہ رسالہ خدام کی علمی، عملی اور تربیتی ترقی میں مددگار ثابت ہوگا۔

(والسلام مرزا طاہر احمد خلیفہ المسیح الرابع)

علاوہ ازیں اس رسالہ کے صفحہ ۲۰ پر حضرت خلیفہ المسیح الثالث کا ایک رؤیا چھپا ہے وہ بھی پیش خدمت ہے۔

"دورہ ۱۹۷۶ء فرینکفرٹ میں آمد پر احباب جماعت کے درمیان رونق افروز ہونے کے بعد حضرت خلیفہ المسیح الثالث نے اپنا ایک خواب بیان فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ ایک جگہ ہے وہاں ہٹلر بھی موجود ہے۔ وہ کہتا ہے کہ آئیں میں آپ کو اپنا عجائب خانہ دکھاؤں۔ چنانچہ وہ آپ کو ایک کمرہ میں لے گیا جہاں مختلف اشیاء پڑی ہیں۔ کمرہ کے وسط میں ایک پان کی شکل کا پتھر ہے جیسے دل ہوتا ہے۔ اس پتھر پر کلمہ لکھا ہوا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمن قوم اگرچہ اوپر سے پتھر دل یعنی دین سے بیگانہ نظر آتی ہے مگر اس کے دل میں احمدیت قبول کرنے کی صلاحیت موجود ہے"۔

ادارہ خالد مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کو رسالے کے اجراء پر مبارکباد پیش کرتا ہے اور دعاگو ہے کہ اللہ اس رسالہ کو وہاں کے خدام کے لئے بالخصوص اور اہالیان جرمنی کے لئے عموماً علمی، عملی اور تربیتی میدان میں نمایاں ترقیات کا باعث بنائے۔ آمین

اس رسالہ کے نگران محترم مقصود الحق صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی ہیں اور تین ایڈیٹرز ہیں۔ حصہ اردو کے مکرم ظفر سردار خان صاحب اور محمد منور عابد صاحب۔ اور حصہ جرمنی کے مکرم عبدالرفیق صاحب۔ رسالہ کی جلد اور شمارہ نمبر اور قیمت اور ملنے کا ایڈریس رسالہ پر درج نہیں۔

منتظر ہے فضا اک نشاں کے لئے

جلسہ سالانہ ۱۹۸۷ء لندن کے موقع پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی نظم سے متاثر ہو کر

ہجر میں جس کے دن رات تڑپا کئے خواہش دید ہر دم مچلتی رہی
شکر للہ اس کی زیارت ہوئی ہم بھی جا پہنچے تسکین جاں کیلئے

ہے ہماری بھی تو ایک روداد غم دل کے پردے پہ ہے خون سے جو رقم
چھوڑ ہم اہل مشرق کو مغرب گئے ہجر میں رہ گئے ہم فغاں کیلئے

اہل مغرب کی قسمت چمکنے لگی آفتاب ان کی جانب طلوع ہوگیا
خوبیاں ان کے مالک نے کیا دیکھ لیں بن گئے میزباں سارباں کیلئے

پیار کی تیرے جس پر نظر پڑگئی جان پرسوز سے جب تعلق بڑھا
زندگی کی حقیقت سمجھ آگئی مل گئے پر اسے آسماں کیلئے

میرے پیارو بڑھو اور آگے بڑھو، پار رفعت کی ہر ایک حد کو کرو
حق تعالیٰ نے بخشا ہے جو راہبر بالیقیں فخر ہے کارواں کیلئے

کتنے پیارے ہیں جو پابہ زنجیر ہیں آفت و ظلم ظالم کے پیر ہیں
میرے مالک تو ان کی دعا بن کے آ منتظر ہے فضا اک نشاں کیلئے

کچھ شہیدان راہ خدا ہوگئے اس کی خاطر جو جاں دیکے نیچے گرے
آسماں کے ستارے بنائے گئے سج گئے زینت آسماں کیلئے

جان جاں آفریں کو جو دی کیا دیا اپنا جو کچھ بھی تھا ہم نے اسکو دیا
دے کے مالک نے خود جو تمہارا کہا کردیا پیش اس قدر داں کیلئے

دشمنان محمد و دین خدا جز مذلت تمہارا ہے انجام کیا
میرے مولا نے لکھی ہے فتح و ظفر لاجرم بس مسیح الزماں کیلئے

دشمن دین حق تو نے وہ کچھ کیا عہد اول کے دشمن کو شرما دیا
میرے مالک نے کتنا کرم کردیا چن لیا ہم کو اس امتحاں کیلئے

میرے مالک تو آ اب تو آ، آ بھی جا اپنے یاروں سے کر دور ہر بد بلا
اپنا جلوہ دکھا، اب دکھا معجزہ دشمن بد زباں، بدگماں کیلئے

سن لے اے میرے مالک یہ فریاد غم آنسوؤں سے ہوئیں سجدہ گاہیں بھی نم
کب تلک ہم تڑپتے رہیں گے بتا میرے مولا غم دوستاں کیلئے

تیرے طاہر نے تیرے لئے دکھ سہے زخم کھائے زباں سے نہ شکوے کئے
کر عطا اس کو فتح و ظفر میری جاں مصطفٰے فخر کون و مکاں کیلئے

چشم طاہر سے جتنے بھی آنسو گرے آگے بڑھ کر فرشتوں نے سب چن لئے
مجتمع ہوکے آب بقا بن گئے ہوگئے وہ دوا سب جہاں کیلئے

شاہد خستہ جاں پر بھی پیارے نظر، پر شکستہ کو مل جاویں وہ بال و پر
آسماں کی بلندی پہ ایسا اڑے باعث رشک ہو کہکشاں کیلئے

(عبدالقدیر شاہد۔ کینیڈا)

★★★★★★★★★★★★★★★★★

قسط سوم

بس کہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا

HOW THE WEST WAS WON

تلخیص و ترجمہ: پروفیسر راجا نصر اللہ خان صاحب

للی نے غمزدہ لہجے میں کہا: "میں مغرب کی جانب نہیں جاؤں گی۔ اب میرے لئے وہاں کیا رکھا ہے؟" ایو خاموشی سے سب کو دیکھ رہی تھی اور سوچ رہی تھی کہ کس طرح آناً فاناً ان کا کنبہ زیر و زبر ہوگیا۔ پہلے زمین اور گھر گیا اور اب غالباً والدین بھی چلے گئے۔ آخر ایو نے وہ گٹھڑی کھولی جو اسے جنگل سے ملی تھی اس میں سے ایک کوٹ نکال کر سام کو اوڑھا دیا اور جس ٹاٹ میں یہ گٹھڑی بندھی تھی اس نے وہ ٹاٹ زمین پر بچھا دیا تاکہ سب کے لئے بچھونے کا کام دے سکے۔

رستے جدا جدا

میلوں دور لائنس رالنگز صبح سویرے بیدار ہو کر اپنی کشتی کی مرمت میں لگ گیا۔ اس کام پر اس کے اندازے سے زائد وقت صرف ہوا کیونکہ کشتی میں ایک اور سوراخ بھی نکل آیا اور موزوں قسم کی چھال کے لئے لائنس کو پھر سے جنگل میں جانا پڑا۔

جب وہ اس کام سے فارغ ہوا تو اسے ایک کشتی آتی دکھائی دی جس پر دو آدمی سوار تھے۔ کشتی کے اگلے حصے میں بیٹھے ہوئے آدمی نے سرخ اونی کوٹ پہن رکھا تھا۔ اس نے لائنس سے پوچھا: "آپ دریا کی کس سمت کو جا رہے ہیں؟"۔ "پٹس برگ کو جب یہ کشتی تیار ہو جائے گی"۔ اس پر اس شخص نے لائنس کو کچھ تمباکو پیش کیا جو اس نے شکریہ کے ساتھ لوٹا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ آدمی بولا: "ہم نیچے آبشار کی طرف ہاروے خاندان کے کچھ لوگوں سے ملے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ وہاں ان کے کچھ دوستوں کو ایک خوفناک حادثہ پیش آیا"۔ یہ سن کر لائنس کو ایک دھچکا سا لگا اور وہ بولا "کیا کہا۔ حادثہ؟" "ہاروے خاندان کے ساتھ جو لوگ سفر کر رہے تھے وہ طوفان کے دوران غلطی سے دوسری سمت چلے گئے اور پھر خوفناک آبشار کی نذر ہوگئے"۔

"تم نے ان کے نام سنے؟"۔ "ہاروے نے جو ہمیں بتایا وہ پریسکاٹ اور اس قسم کے کچھ نام تھے۔ ہاروے نے یہ بھی بتایا کہ دریائی لٹیروں کے ساتھ ایک لڑائی میں اس کا ایک بیٹا بھی مارا گیا"۔ لائنس نے اپنے سر کی جنبش سے اشارہ کرتے ہوئے کہا "وہ لڑکا تو وہاں دفن ہے لیکن پریسکاٹ کا کیا بنا کوئی زندہ بچا؟" سرخ کوٹ والے شخص نے کہا "ہاروے کو اس بارے میں علم نہیں ہوسکا۔ وہ اس وقت دریا کے بہاؤ کی سمت بیس میل کے فاصلہ پر تھا اور اس کنبہ کے کسی فرد سے اس کی ملاقات نہیں ہوسکی۔ اس لئے اسے خدشہ تھا کہ وہ سب لوگ جاں بحق ہوگئے"۔

لائنس نے جلد جلد مرمت کا کام مکمل کر کے کشتی کو پانی میں دھکیلا۔ پھر اس نے کھالیں کشتی میں لادیں۔ اس کا دماغ مسلسل سوچ میں غرق تھا۔ دنیا اسے اندھیر لگ رہی تھی۔ اپنا سامان باندھتے ہی وہ دریائی سفر پر روانہ ہوگیا۔

کافی دیر بعد اس نے کچھ لوگوں کو دریا کے کنارے کھڑا دیکھا لیکن وہ ان کے چہرے پہچاننے سے قاصر تھا کیونکہ کشتی پوری رفتار سے جا رہی تھی۔ آخر کشتی تیز پانی سے نکل آئی۔

"یہ تو لائنس ہے" ایو نے اسے پہچانتے ہوئے کہا۔ لائنس نے کشتی کنارے پر لگائی اور ان کی جانب دیکھنے لگا۔ ان کے چہروں سے سب کچھ عیاں تھا۔ مرجھائے ہوئے چہرے، پانی سے بچایا ہوا کچھ سامان۔ سام دبلا پتلا اور لاغر نظر آرہا تھا اس کو صحت مند ہونے میں ہفتے بلکہ مہینے لگیں گے۔ البتہ زیک کچھ بہتر دکھائی دیتا تھا۔ "آپ کے والدین؟" لائنس نے پوچھا۔ ایو نے دھیمی آواز میں جواب دیا "ہم نے انہیں دفن کر دیا ہے۔ وہ دونوں اکٹھے ڈوب گئے۔ ماں کو تو تیرنا نہیں آتا تھا اور والد اس کو بے سہارا نہیں چھوڑ سکتے تھے۔ ان کی لاشیں ہمیں جھاڑی میں اٹکی ہوئی ملی تھیں"۔ لائنس نے کہا "اگلے جہاں میں خداوند نے انہیں ضرور اپنی رحمت سے نوازا ہوگا۔۔۔۔۔ ایو! میں زیادہ

باتیں کرنا نہیں جانتا لیکن میں سارے راستے ایک بات مسلسل سوچتا رہا ہوں۔ کیا تم میری بیوی کی حیثیت سے میرے ساتھ مشرق کی جانب جانا پسند کرو گی؟" ۔ "نہیں لائنس! میں تو اسی جگہ ڈیرہ جماؤں گی۔ میرے والدین مغرب کی جانب اراضی حاصل کرنا چاہتے تھے لیکن وہ فقط اسی مقام تک پہنچ سکے۔ مجھے ایسے لگتا ہے کہ خداوند کی یہی مرضی تھی کہ وہ اسی جگہ آرام کی نیند سو جائیں"۔ لائنس بولا "ایو! سام کو آرام اور خبر گیری کی ضرورت ہے۔ ادھر شدید سردی کا موسم شروع ہونے والا ہے اور یہاں کا موسم سرما بڑا ظالم ہوتا ہے"۔ "لائنس! میں تو یہیں قیام کروں گی اور عین اس جگہ پر گھر بناؤں گی"۔ لائنس اس کا منہ دیکھتا رہ گیا۔ پھر وہ ارد گرد کے ماحول کا جائزہ لینے لگا۔ چاروں طرف بڑے بڑے درختوں کا جنگل پھیلا ہوا تھا۔ جھاڑیاں بہت ہی کم تھیں کیونکہ یہ جنگل اب تک انسانی دست برد سے بچا ہوا تھا۔ جو چیز اسے سب سے زیادہ جاذب نظر لگی وہ یہاں کا مرغزار تھا وہاں گھاس بھی پھیلی ہوئی تھی۔ اس نے سوچا کہ جگہ تو بہت اچھی ہے۔ وہاں تھوڑا تھوڑا پانی جو بہہ کر آ رہا تھا اس سے پتہ چلتا تھا کہ قریب ہی کوئی چشمہ ہے۔ یہ بھی اندازہ ہوتا تھا کہ یہاں کی زمین زرخیز ہوگی۔

لائنس کی شکاری آنکھ نے وہاں ہرنوں کی مینگنیاں بھی دیکھ لیں معلوم ہوا کہ یہاں پر شکار بھی موجود ہے۔ پھر دریا بھی آمدورفت کا عمدہ ذریعہ ہے۔ یہاں سے آدمی دریا کی نچلی سمت کی طرف مسے پی (MISSISSIPPI) جاسکتا ہے اور ہر طرح کا سامان فروخت کرسکتا ہے جیسا کہ کھالیں وغیرہ۔ علاوہ ازیں وہ زمین میں کئی قسم کی فصلیں کاشت کرسکتا ہے۔ نیز ڈھلوان سے لکڑی کاٹ کاٹ کر وہاں کھلی جگہ پر عمدہ سا گھر بھی بنایا جاسکتا ہے اور جنگل کی گری پڑی خشک لکڑی سردیوں کے لئے بہترین ایندھن مہیا کرسکتی ہے۔ اس نے پھر ایو کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے کہا "تم بڑے پکے ارادہ کی خاتون ہو۔ ہم دونوں مل کر یہیں رہیں گے"۔ پھر اس نے باقی افراد کنبہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "آپ سب بھی ہمارے ساتھ رہنا چاہیں تو ہمیں بڑی خوشی ہوگی۔ سام! تم شائد زمینوں کی جانب جانا پسند کرو گے لیکن اگر تم یہاں قیام کرو تو تمہاری صحت بحال ہو جائے گی۔ زیک! تم بڑی خوشی سے یہاں رہ سکتے ہو"۔ جب وہ للی کی طرف مڑا تو اس نے کہا: "لائنس! میں تو مشرق کی جانب جا رہی ہوں۔ میں کھیتی باڑی پر گزارہ کرنے کو پسند نہیں کرتی"۔ لائنس نے کہا "اگر تم ایسا ہی چاہتی ہو تو ٹھیک ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ تم میری کھالیں فروخت ہونے تک انتظار کرو۔ تمہیں سفر کرنے کے لئے کچھ مال و اسباب کی ضرورت پڑے گی"۔ للی کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن فرط جذبات سے اس کی آنکھوں میں آنسو امڈ آئے اور وہ دریا کی جانب چل دی۔

لائنس نے سام سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا "خواہ تم ہمارے ساتھ رہو یا نہ رہو پھر بھی تمہیں ہماری زمین کے ساتھ کچھ زمین لے لینی چاہیئے۔ میں اس پر فصل اگاؤں گا۔ اگر تم یہاں واپس نہ آنا چاہو تو میں اس کا مالک ہوں گا لیکن اگر تم آنا چاہو تو یہ سب تمہاری ملکیت ہوگا۔ بہر حال یہ بات آدمی کے لئے بڑی ڈھارس کا موجب ہوتی ہے کہ کہیں نہ کہیں اس کی کچھ اراضی موجود ہے"۔

ایک امریکی بانکا

کلیو وین ویلن (CLEVE VAN VALEN) گلی کی نکڑ پر رک کر بڑی ناگواری کے ساتھ دلدل کے اس دریا کو دیکھنے لگ گیا جو اس کے اور دو سو پندرہ عالیشان کمروں والے پلانٹرز ہوٹل کے سبزہ زار کے درمیان حائل تھا۔ وہ فقط یہ چاہتا تھا کہ اپنے پیرس کے بنے ہوئے خوشنما جوتوں کی چمک دمک اور اپنے فیشن ایبل سوٹ کی سج دھج کو خراب کئے بغیر اس دلدل والی گلی سے پار ہو جائے۔

اصل بات یہ ہے کہ کلیو وین ویلن ان دنوں قسمت کے چکر میں پھنسا ہوا تھا اور قسمت کا یہ چکر پندرہ برس قبل شروع ہوا تھا جب کہ اس کا والد دل کا دورہ پڑنے سے اچانک راہی ملک عدم ہو گیا۔ اس وقت کلیو یورپ کے شاندار تفریحی دورے پر تھا۔ اپنے والد کی خبر سن کر اس نے بعجلت واپسی کا سفر اختیار کیا

لیکن اس کے دشمن اور بدخواہ اس سے بھی تیز رفتار نکلے اور اتنے سے عرصہ میں اس کے والد کی جائداد نامعلوم طریقے سے غائب ہوگئی۔ کلیو اس وقت بمشکل اکیس برس کا نوجوان تھا اور اسے کاروبار کا بھی کوئی تجربہ نہیں تھا اس لئے وہ اپنے والد کے کاروبار میں شراکت داروں کی چرب زبانی اور دھوکہ دہی کے آگے کچھ نہ کرسکا یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ صاف جھوٹ بول رہے ہیں۔ ان لوگوں نے اپنی بد دیانتی پر بہت عمدگی سے پردہ ڈال رکھا تھا۔

کلیو نے پھر سے اپنے آگے پھیلی ہوئی دلدل کو دیکھا۔ اتنے میں ایک شخص اس کے قریب آیا یہ اس کا ہم نوالہ وہم پیالہ ایلن جونز تھا۔ ایلن جونز نے مسکراتے ہوئے کہا "گلی کے اس پار ہوٹل میں جا رہے ہو؟ لیکن تم ان جوتوں میں کبھی بھی یہ گلی عبور نہیں کرسکتے"۔ کلیو نے فوراً جواب دیا "میں تم سے سینٹ لوئی ہوٹل میں بہترین کھانے کی شرط لگاتا ہوں کہ میں انہیں جوتوں میں اس گلی کو عبور کرسکتا ہوں۔ ان پر ایک چھینٹ تک نہیں پڑے گی"۔ جونز نے کہا "ہاں ہوجائے! مجھے تمہاری شرط منظور ہے"۔

کلیو نے ادھر ادھر دیکھا۔ ادھیڑ عمر کا ایک مضبوط شخص اس کی طرف چلا آرہا تھا۔ کلیو نے اس سے مخاطب ہو کر کہا "سنو میں تمہیں پانچ ڈالر دوں گا اگر تم مجھے اپنی پیٹھ پر اٹھا کر اس سامنے والے ہوٹل میں لے چلو"۔ بھاری بھرکم آدمی مسکراتے ہوئے بولا "ٹھیک ہے تم میری پیٹھ پر سوار ہوجاؤ"۔ تھوڑی دیر میں وہ اس ہوٹل میں پہنچ گئے اور کلیو نے پانچ ڈالر اس کے ہاتھ میں تھمائے جو اس نے ہنستے ہوئے ایک تھیلی میں ڈال لئے۔

جونز شرط ہار گیا تھا لیکن اس نے کلیو کو مشورہ دیا کہ ہوٹل میں جانے کی بجائے پاس ہی واقع تھیئٹر ریسٹورنٹ میں جا کر کھانا کھایا جائے۔ جب وہ وہاں پہنچے تو بہت ہجوم تھا لیکن مطعم کا خدمت گار انہیں سٹیج کے قریب ایک میز پر لے آیا۔

وہاں انہوں نے نہایت اعلیٰ درجہ کا کھانا کھایا۔ تھوڑی دیر بعد سٹیج سے ایک گیت کی آواز ابھری۔ یہ ایو پریسکاٹ کی بہن للی گا رہی تھی۔ گیت میں ایسی دلکشی تھی کہ لوگوں نے بھی کورس کی شکل میں اس میں اپنی آواز ملادی۔ جب گیت ختم ہوا تو کلیو نے دیکھا کہ سٹیج کے پیچھے تک لوگوں کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ وہ بھی ادھر کو چل پڑا وہاں اس کی نظر ایک ادھیڑ عمر آدمی پر پڑی جو کچھ سہما سہما ہوا چل رہا تھا۔ آخر وہ اس پردے تک جا پہنچا جس کے ساتھ للی کھڑی تھی۔ وہ ادھیڑ عمر کا آدمی زور زور سے پکارنے لگا "مس پریسکاٹ! مس پریسکاٹ!" للی نے لاپرواہی سے جواب دیا "مجھے اس وقت فرصت نہیں"۔ "لیکن یہ بات بہت اہم ہے مس پریسکاٹ۔ میں ہالٹن سیبری ہوں۔ جوناتھن برکس کا وکیل! اب آپ سمجھیں؟"۔ للی پریسکاٹ نے کہا "وہ بوڑھا کھوسٹ؟"۔ اس پر سیبری نے کہا "اس نے آپ کا نام وصیت نامہ میں شامل کر رکھا ہے۔ مس پریسکاٹ! آپ کو اس کے ترکہ سے حصہ لینے کے لئے کیلی فورنیا جانا ہوگا"۔ "مجھے کسی قیمت پر بھی کیلی فورنیا نہیں جانا"۔ "مس پریسکاٹ! یہ معمولی ترکہ نہیں ہے یہ سونے کی کان ہے۔ آپ ان کاغذات پر دستخط کردیجئے"۔ اس پر للی نے سیبری کی طرف دیکھا تو اس کی نظر کلیو ڈین پر جا پڑی۔ للی نے وکیل سیبری سے کہا کہ وہ اس قیمتی ترکہ کو حاصل کرنے کے لئے کیلی فورنیا کا سفر ضرور اختیار کرے گی۔

بانکا یا بوالہوس

کلیو ویلن نے اپنے آپ پر ایک نگاہ دوڑائی اور اسے اپنے آپ سے ناگواری سی محسوس ہوئی۔ ایک جوان آدمی جس نے اپنے چودہ پندرہ قیمتی سال اللوں تللوں میں ضائع کر دیئے اور اب وہ اس آرٹسٹ لڑکی (للی پریسکاٹ) سے شادی رچانے کی فکر میں تھا جسے بطور ورثہ بے پناہ دولت (سونے کی کان) ملنے والی تھی۔ صرف اس نیت سے کہ وہ اس سے شادی کر کے سونے کی کان اور اس کی آمدن کا خود مالک بن بیٹھے۔ اس طرح کی بات سوچنا تو کسی مرد کو زیب نہیں دیتا۔ لیکن وہ ہر حال میں اپنی مراد پانا چاہتا تھا۔ اس وقت اس کی جیب میں ساٹھ ڈالر تھے۔ اس وقت وہ اپنے گھوڑے پر سوار تھا اور اس کی کمر بند میں پستول موجود تھا نیز گھوڑے کی زین کے پیچھے ایک گٹھڑی میں کچھ کپڑے رکھے تھے۔ لیکن اس کے پاس نہ ہی کوئی رائفل تھی اور نہ ہی

مغربی علاقہ کی طرف سفر کرنے کے لئے کوئی تجربہ یا حتمی ذریعہ بہرحال اس کے سر پر ایک دھن سوار تھی کہ وہ للی سے شادی کر کے اس کے مال و دولت کو حاصل کر لے اور یہی ہوس اس کو محو سفر کئے ہوئے تھی۔

چلتے چلتے وہ ایک ڈھلوان پر پہنچا تو مارے حیرت کے رک گیا۔ اس کے سامنے ایک وسیع میدان دریا کے ساتھ ساتھ پھیلا ہوا تھا اور اس میدان کے وسط میں ایک قصبہ تھا جو روشنیوں میں نہایا ہوا تھا حالانکہ یہ آدھی رات کا وقت تھا۔ اس نے حیرت زدہ آنکھوں سے دیکھا کہ وہاں ہر طرف کیمپ لگے تھے اور آگ روشن تھی۔

اس نے اپنے بچپن کے زمانہ سے ہی مغرب کی جانب سفر کرنے والے لوگوں کے متعلق مختلف کہانیاں سن رکھی تھیں لیکن اس نے اتنی بڑی نفری کا ایسا عظیم خروج کبھی خواب میں بھی نہیں دیکھا تھا۔ یقیناً یہ لوگ کئی ہفتوں سے اس جگہ پر جمع ہو رہے تھے۔ کچھ دیر بعد وہ ایک لوہار کی دکان پر رکا جس کا نام باب ویسٹن (BOBWESTON) تھا۔ یہ دکان پورے قصبے میں اپنی نوعیت کی سب سے بڑی دکان تھی اور مغرب کی سمت جانے والے لوگوں کی آماجگاہ بنی ہوئی تھی۔ ہتھوڑوں کی تڑاخ تڑاخ ضربوں سے درجن بھر نعل تیار کئے جا رہے تھے۔ بھٹیاں آگ کے الاؤ سے روشن تھیں۔ اس دکان میں کم سے کم بیس لوہار کام میں مصروف تھے۔ وہ گھوڑوں کی نعل بندی کر رہے تھے یا گھوڑا گاڑیوں (ویگنوں) کی مرمت کر رہے تھے اور یہ آدھی رات کا سماں تھا۔

اچانک کلیو کے گھوڑے کی رکاب پر ایک ہاتھ پڑا "اوہ! تو یہ تم ہو! تم مغرب کی طرف سفر کر رہے ہو؟" یہ گیب فرنچ (GABE FRENCH) تھا کلیو ویلن کا پرانا شناسا جس نے اسے دلدل سے بھری ہوئی گلی سے پار اتارا تھا اور اسے شرط جیتنے میں مدد دی تھی۔ کلیو نے جواب دیا "میں اس سفر کے بارہ میں سوچ ہی رہا ہوں۔ اب تم سناؤ"۔ گیب نے جواب دیا "میں راجر مورگن کمپنی کے ساتھ کل سفر پر روانہ ہو رہا ہوں۔ ہمارے پاس چار گھوڑا گاڑیاں ہوں گی۔ اگر تم ہمارے ساتھ چلنا چاہو تو بہت اچھا ہوگا کیونکہ ہمیں ایک مددگار کی ضرورت ہے"۔ کلیو نے جواب دیا "میں تم سے پھر ملوں گا"۔

کلیو نے اپنے گھوڑے کو موڑا اور اس راستہ پر واپس ہو لیا جب وہ اس لوہار کی بڑی دکان پر پہنچا تو وہاں اسے للی پریسکاٹ نظر آئی۔ وہ اپنے سفر کے متعلق ایک گائیڈ اور گاڑی بان مسٹر راجر مورگن سے گفتگو کر رہی تھی۔ گائیڈ بولا "میرا خیال ہے آپ کے پاس ویگن تو ہوگی"۔ "میں اس کا بندوبست کر لوں گی"۔ "آپ اکیلی سفر کر رہی ہیں؟" "جی ہاں"۔ اس پر راجر مورگن نے کہا "میں آپ کو ایک عورت کا پتہ بتاتا ہوں اس کا نام اگیتھا کلیگ (AGATHA CLEGE) ہے۔ آپ کوشش کریں کہ وہ آپ کی ہم سفر بن جائے۔ میں آپ دونوں کو ویگن پر لے چلوں گا"۔

کلیو یہ گفتگو سن کر آگے بڑھ گیا۔ وہ لوگوں سے ملنے اور ان کی باتیں سننے کے لئے کہیں کہیں گھوڑے کو لگام دیتا۔ اس کے ارد گرد ہر قسم کے لوگ موجود تھے۔ ہر پیشہ اور ہر مہارت کے لوگ، مختلف قومیتوں کے لوگ، جرمنی، سوئٹزرلینڈ، فرانس، پولینڈ، سوئیڈن، ناروے اور سپین کے باشندے۔ غرضیکہ ہر طرح کے لوگ مختلف اقسام کی سواریوں اور گاڑیوں کے ساتھ وہاں موجود تھے۔

آخر کلیو ایک سرائے میں پہنچا۔ خوش قسمتی سے اسے رات بسر کرنے کے لئے ایک چارپائی مل گئی۔ اگلی صبح اسے ناشتہ کے دوران معلوم ہوا کہ راجر مورگن کی ٹیم روانہ ہو گئی ہے۔ اس نے سوچا کہ پہلے روز وہ مشکل سے آٹھ دس میل کا سفر ہی طے کر پائیں گے تاکہ ٹیم آہستہ آہستہ سفر کی عادی ہو سکے۔

دو مرتبہ کچھ ایسے لوگ کلیو کے پاس آئے جو اس کا گھوڑا خریدنا چاہتے تھے لیکن اس نے صاف انکار کر دیا۔ پھر اس نے سفر کے لئے کچھ اشیاء خریدیں۔ ایک چائے دانی، خشک گوشت کے کچھ ٹکڑے اور تھوڑا سا "ٹھنڈا آٹا"۔ اس نے "ٹھنڈے آٹے" کے متعلق پہلے کبھی نہیں سنا تھا لیکن دکاندار نے اسے ہنستے ہوئے بتایا "بہت سے لوگ اس کے متعلق نہیں جانتے لیکن میکسیکو کے لوگ یہ آٹا استعمال کرتے ہیں۔ وہ تھوڑا سا غلہ لے کر پیس لیتے ہیں اور اس میں تھوڑی سی شکر اور دارچینی ملا لیتے ہیں۔ اس کی تھوڑی سی مقدار کافی ہوتی ہے اور یہ بہت خوش ذائقہ بھی ہوتا ہے۔ بعض محنت کش اس میں تھوڑا سا پانی ملا لیتے

ہیں اور اسے پی جاتے ہیں"۔
کلیو نے ایک برساتی، دو کمبل اور ایک چادر کی بھی خریداری کی
۔ پھر وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر مغرب کی جانب چل پڑا۔
راجر مورگن اچھی شہرت کا مالک تھا۔ وہ ماہر گاڑی بان سمجھا جاتا
تھا۔ مورگن اس راستے پر بارہا جا چکا تھا۔ وہ ایک قوی شخص تھا
جو اپنے قافلے میں کسی قسم کی قباحت کی اجازت نہیں دیتا تھا
اور ہر قسم کی مشکل سے خوب نمٹنا جانتا تھا۔
کلیو راستے میں رک رک کر لوگوں سے گپ شپ کرتا۔ وہ لوگ
اس کی باتیں بہت شوق سے سنتے۔ وہ روزانہ صرف چند میل کا
سفر کرتا۔ وہ لوگوں سے گھل مل جاتا، ان کے ساتھ کھانا کھاتا اور
ان سے معلومات اکٹھی کرتا۔
راستے میں کئی قسم کے علاقے پڑتے تھے۔ ایک جگہ کلیو نے
ایک ندی پار کی اور پھر ایک ایسی ڈھلوان پر چل نکلا جہاں تاحد
نظر گھاس ہی گھاس پھیلی ہوئی تھی اور دور دور تک بھینسیں
گھاس چرتی نظر آتی تھیں۔ کلیو نے تازہ ہوا میں گہرا سانس لیا۔
تروتازہ ہوا میں گھاس خوب لہلہا رہی تھی۔
وہ دن بھر میلوں میل گھاس پر سفر کرتا رہا۔ آخر رات کو اس نے
ایک ندی کے پاس پڑاؤ کیا۔ اگلے روز وہ صبح صادق کے وقت
بیدار ہوا۔ اس نے کچھ کافی تیار کی، تھوڑے سے ٹھنڈے آٹے
کو پانی میں گھولا اور ان چیزوں کو پی کر پھر سے سفر پر روانہ
ہو گیا۔

دام فریب

جب کلیو ایک دریا کے قریب پہنچا تو وہاں بے شمار گاڑیاں دوپہر
کے وقت ستانے کے لئے رکی ہوئی تھیں۔ ان کا پروگرام یہ تھا
کہ بعد میں بڑے نیلگوں دریا پر پڑاؤ کیا جائے۔ پہلی ویگن جس
پر اس کی نظر پڑی وہ اگیتھا کلیگ اور للی پریسکاٹ کی تھی۔
جونہی کلیو قریب پہنچا راجر مورگن نے اس کی طرف دیکھا اور
کہا "تم نے ایک سو میل کا سفر اکیلے ہی طے کر لیا؟" "مجھے تو اتنے
فاصلے کا پتہ ہی نہیں چلا"۔ اس پر مورگن نے کہا "تم اتنا ہی
فاصلہ واپس طے کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ کیونکہ ہم تمہارے
قماش کے آدمی کو اپنے ہاں جگہ نہیں دے سکتے وجہ یہ ہے کہ اگر
ویگن میں کوئی خرابی پیدا ہوئی تو ہمیں ایسے ہوشیار لوگوں کی
ضرورت پڑے گی جو اسے دور کر سکیں نہ کہ فقط شرطیں لگانے
والے بے فکروں کی"۔ کلیو نے کہا "کیپٹن! میں بہت ایک
اچھا گھڑ سوار ہوں اور میرا نشانہ بے خطا ہے"۔ اس پر للی کچھ کہنا
ہی چاہتی تھی کہ اگیتھا بول اٹھی "مسٹر مورگن! میں نے چلتے
وقت اس آدمی سے بات کی تھی اگر اس نے اپنا وطیرہ ٹھیک
رکھا اور راستے میں ہم سے آن ملا تو ہم اسے ساتھ لے لیں گے۔
ویسے بھی ہمیں اس سفر کے لئے ایک آدمی کی ضرورت ہے"۔
للی نے کہا مسٹر ویلن کا ایک اور دوست بھی ہماری گاڑی میں
سفر کر رہا ہے یعنی گیب فرینچ اور وہ مسٹر ویلن کے متعلق عمدہ
رائے رکھتا ہے"۔ اس پر مسٹر مورگن کی تسلی ہو گئی اور وہ بولا
"اگر آپ لوگ یہی چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے"۔
کلیو گھوڑے سے اتر گیا اور اسے ویگن کے عقبی دروازے سے
باندھ دیا اور پھر ویگن کے اندر سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ان کے سامنے
ہر سو میدان پھیلا ہوا تھا اور ویگن غبار آلود گھاس پر چلتی جا رہی
تھی۔ چونکہ جلد ہی موسم بہار کی بارشیں شروع ہونے والی
تھیں اس لئے مسٹر مورگن چاہتا تھا کہ انہیں جلد از جلد دلدل
والے علاقے سے دور لے جائے۔
لمبے دن کے سفر پر سوچ بچار کے لئے کافی وقت مل جاتا ہے اس
لئے کلیو اپنے داؤ کے متعلق سوچنے لگ گیا۔ للی کے پاس سونے
کی کان تھی اور وہ اس کان کو حاصل کرنا چاہتا تھا۔ پس سب سے
اول بات للی سے شادی کرنا تھی۔ لیکن وہ یہ بھی جانتا تھا کہ یہ
کام اتنا آسان نہیں تھا کیونکہ وہ بھی کوئی احمق نہیں تھی۔
اسے فریب دینا سہل کام نہیں تھا اس لئے اسے حتی الوسع پہلو
تہی سے کام لینا چاہیئے۔ اسے یہ ظاہر نہیں کرنا چاہیئے کہ وہ اس
کے متعلق کیا ارادہ رکھتا ہے اور نہ ہی اس سے بات چیت کرنے
میں پہل کرنی چاہیئے۔ دوسرے یہ کہ اسے اپنے کام میں بہت
ہوشیار اور چست ہونا چاہیئے ورنہ وہ لوگ اسے اپنی گاڑی سے الگ
کر دیں گے اور اس کا سارا منصوبہ دھرے کا دھرا رہ جائے گا۔
جس جگہ انہوں نے اپنا کیمپ لگایا اس مقام پر بڑے نیلگوں دریا
کا پانی صاف شفاف اور ٹھنڈا تھا۔ وہاں پر دریا کا کل دہانہ ساٹھ گز

بقیہ 37

آپ کی پسند

عظیم ترین شخصیت

عیسائیوں کے ایک مشنری سکول میں پادری صاحب نے کہا کہ اس طالب علم کو دس روپے دئے جائیں گے جو یہ بتائے گا کہ دنیا کا عظیم ترین شخص کون ہے۔
سموئیل نے کہا جارج واشنگٹن
جانسن نے کہا ولیم شیکسپیئر
اور الطاف میمن نے حضرت عیسیٰ کہہ کر دس روپے جیت لئے۔
پادری صاحب نے دس کا نوٹ الطاف کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا کہ کیا تم دل سے تسلیم کرتے ہو کہ حضرت عیسیٰؑ دنیا کے عظیم ترین شخص ہیں۔ الطاف میمن نے دس کا نوٹ جیب میں ڈالتے ہوئے کہا جی نہیں دل سے تو حضرت محمد مصطفیٰؐ کو عظیم شخصیت تسلیم کرتا ہوں۔
پادری صاحب غصے سے بولے پھر تم نے حضرت عیسیٰؑ کا نام کیوں لیا؟ الطاف میمن نے جواب دیا
جناب اس لئے کہ کاروبار میں گاہک کی مرضی کا خیال رکھنا زیادہ اہم ہے۔ (منصورہ حناء جامکے چیمہ)

سیدنا حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں

"اگرچہ کوئی شخص اپنی مرادات کے لئے بت کی طرف کی رجوع کرے یا اور دیوتاؤں کی طرف یا اپنی تدابیر کی طرف لیکن دراصل خدا تعالیٰ کا پاک قانون قدرت یہی ہے کہ یہ تمام امور مقبولوں کے ہی اثر وجود سے ہوتے ہیں اور ان کے انفاس پاک سے اور ان کی برکات سے یہ جہان آباد ہو رہا ہے۔ انہیں کی برکت سے بارشیں ہوتی ہیں اور انہی کی برکت سے دنیا میں امن رہتا ہے اور وبائیں دور ہوتی ہیں اور فساد مٹائے جاتے ہیں اور انہیں کی برکت سے دنیادار لوگ اپنی تدابیر میں کامیاب ہوتے اور انہیں کی برکت سے چاند نکلتا اور سورج چمکتا ہے وہ دنیا کے نور ہیں جب تک اپنے وجود نوعی کے لحاظ سے دنیا میں ہیں دنیا منور ہے اور ان کے وجود نوعی کے خاتمہ کے ساتھ ہی دنیا کا خاتمہ ہو جائیگا کیونکہ حقیقی آفتاب و ماہتاب دنیا کے وہی ہیں"۔ (آسمانی فیصلہ صفحہ ۳۸۔ ۳۹) (عبدالسلام عارف۔ صادقپور)

مجھے معجزوں پہ یقین نہیں
مگر آرزو ہے کہ جب قفس
مجھے بزم دھر سے لے چلے
تو پھر ایک بار یہ اذن دے
کہ لحد سے لوٹ کر آ سکوں
ترے در پہ آ کے صدا کروں
تجھے غمگسار کی ہو طلب
تو ترے حضور میں آ رہوں
یہ نہ ہو تو سوئے رہ عدم
میں پھر ایک بار روانہ ہوں
(آمنہ چوہدری منگلا کینٹ)

لوٹنے نکلے تھے وہ امن و سکون بیکساں
خود انہی کے لٹ گئے حسن و شباب زندگی
دیکھ لینا ان کی امیدیں بنیں گی حسرتیں
اک پریشاں خواب نکلے گا یہ خواب زندگی
دست عزرائیل میں مخفی ہے سب راز حیات
موت کے پیالوں میں بٹتی ہے شراب زندگی
(طارق محمود ناصر۔ صدر شمالی)

یہ زخم تمہارے سینوں کے بن جائیں گے رشک چمن اک دن
ہے قادر مطلق یار مرا تم میرے یار کو آنے دو
(سید صہیب احمد۔ حلقہ مبارک ربوہ)

عکس تیرا چاند میں گر دیکھ لوں کیا عیب
اس طرح تو چاند سے اے میری جاں پردہ نہ کر
(مقصود احمد اظہر۔ طاہر آباد)

ایک عالمی ریکارڈ

۳۱۴ نواسے نواسیاں اور پوتے پوتیاں

جینی مارشل کے بچوں کی، دوہتے پوتوں، پڑپوتوں کی اتنی تعداد ہوچکی ہے کہ اگر یہ پورا خاندان چاہے تو مل کر ایک نیا گاؤں آباد کرسکتا ہے جینی کے ابھی تک 314 پوتے دوہتے ہیں جن کے نام یاد کرنا بھی دنیا کا مشکل ترین کام لگتا ہے جینی نے گزشتہ دنوں ایک امریکی رسالے کا سب سے زیادہ اولاد کا مقابلہ جیت کر 200 ڈالر حاصل کئے۔

91 سالہ بیوہ جینی کے 17 بچے تھے۔ اس اولاد سے اس کے 77 پوتے وغیرہ پیدا ہوئے ان کی اولاد سے تیسری نسل 199 نفوس پر مشتمل تھی اس کے بعد چوتھی نسل کے 36 بچے ہیں اور پانچویں نسل تک مزید دو بچے جنم لے چکے ہیں۔

جینی کا کہنا ہے اب تو مجھے کسی کا نام بھی پتہ نہیں ہوتا کیونکہ 314 نام اور شکلیں یاد کرنا کس قدر مشکل ہے اس کا اندازہ آپ خود کرلیں۔

جینی عمر رسیدہ ہونے کے باوجود ابھی تک چاک و چوبند ہے وہ دن میں اپنا زیادہ وقت سبزیوں اور پھولوں کی نگہداشت پر گزارتی ہے اور اپنے خاندان کے ساتھ خوش گپیاں بھی لگاتی رہتی ہے اس نے کہا کہ جب پہلی دوسری نسل کے بچے میرے گھر آتے ہیں تو خود کو دنیا کی خوش قسمت ترین عورت تصور کرتی ہوں۔ میرے گھرانے میں امن سکون خوشیاں ہیں میں خواہ اپنے بچوں کے نام نہیں جانتی لیکن مجھے ان سے محبت ہے۔ جینی نے مشکلات بتاتے ہوئے کہا کہ اب جب بھی ہمارے گھرانے میں نیا بچہ جنم لیتا ہے تو اس کا نام رکھنا سب سے مشکل کام ہوتا ہے کیونکہ 314 نام تو ہم پہلے ہی استعمال کرچکے ہیں اب مزید مختلف نام کیسے تلاش کریں۔ جینی نے بتایا جب بچے ایک جگہ اکٹھے ہوتے ہیں تو نہ صرف میں بلکہ ان کے والدین بھی عموماً اپنی اولاد کو تلاش کرنے میں دشواری محسوس کرتے ہیں۔

دلچسپ و عجیب

اک معصوم خواہش پر دنیا امڈ پڑی

دو کروڑ 30 لاکھ "صحت یابی" کے کارڈز وصول کرنے کا عالمی ریکارڈ۔۔۔

"آپ لوگوں کا بہت بہت شکریہ دو کروڑ تیس لاکھ بار شکریہ مگر خدا کے لئے میرے بیٹے کو اب "جلدی صحتیاب ہوجاؤ" کے کارڈ بھیجنا بند کردیں"۔ یہ اپیل برطانیہ کے ایک گیارہ سالہ بچے کریگ شر گولڈ کی والدہ نے لوگوں سے کی ہے جس نے ڈاک وصول کرنے کا عالمی ریکارڈ تہہ و بالا کرکے رکھ دیا ہے۔

اس بچے کو 1989ء کے شروع میں دماغ اور شریانوں کا کینسر ہوگیا تھا۔ برطانوی اخبارات نے اس بچے کی معصوم خواہش اپنے صفحات پر شائع کردی کہ کریگ کی خواہش ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ ڈاک وصول کرکے اپنا نام گینز بک آف ورلڈ ریکارڈ میں لکھوادے۔ اس خبر کو دنیا بھر کے اخبارات نے بعد میں شائع کردیا جس کے نتیجہ میں کریگ کو دنیا کے چاروں کونوں سے خطوط موصول ہونا شروع ہوگئے۔ اور بچے کا عالمی ریکارڈ قائم کرنے کا خواب اس کے گھر والوں کے لئے آہستہ آہستہ خوفناک صورت اختیار کرتا چلاگیا۔ اس کی والدہ کا کہنا تھا لازماً یہ دنیا کا عجیب و غریب واقعہ ہے کہ ہمیں اس قدر ڈاک موصول ہوئی لیکن اب صورت حال مکمل طور پر ہمارے کنٹرول سے باہر ہوچکی ہے اور یہ اب میرا گھر تباہ کررہی ہے۔

اپیل کے چند روز بعد تو کریگ کو روزانہ تقریباً اڑھائی لاکھ کارڈز موصول ہورہے تھے اور اس نے سابقہ عالمی ریکارڈ جو دس لاکھ خطوط کا تھا وہ چند ہی دنوں میں توڑدیا۔ (بشکریہ جنگ میگزین)

کھیل کے میدان سے

کرکٹ

1990ء، 1991ء کرکٹ کا معروف ترین سال ہے۔ کرکٹ کی کم و بیش ساری ٹیمیں ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما ہیں۔ آسٹریلیا ایک طویل تر دورے پر آئی ہوئی انگلش ٹیم کی میزبانی کر رہا ہے۔ پاکستان نے اس سے قبل نیوزی لینڈ کی بڑی محبت سے میزبانی تو کی لیکن شاید وہ یہ کہہ کر واپس گئے کہ "ایسی محبت سے ہم باز آئے"۔ پھر ویسٹ انڈیز پاکستان آئی۔ ون ڈے سیریز میں تو بیچارے بے بس رہے لیکن پہلے دو ٹیسٹ میچوں میں سے ایک پاکستان نے جیتا اور دوسرا ویسٹ انڈیز نے جیتا۔ پاکستان کی طرف سے عمران خان اور سلیم ملک سر فہرست رہے جبکہ ویسٹ انڈیز کی طرف سے رچرڈسن اور کال ہوپر نمایاں رہے۔ میاں داد پچھلی سیریز کی طرح اپنی فارم میں نہ تھے۔ لیکن میاں داد نے 8000 رنز پورے کر لئے ہیں۔

25 دسمبر سے 5 جنوری تک ایشیا کپ بھی منعقد ہو رہا ہے جس میں بھارت، سری لنکا، اور بنگلہ دیش کی ٹیمیں ہیں۔ پاکستان نے ہندو مسلم فسادات کے باعث اس ٹورنامنٹ میں شرکت سے معذوری کا اظہار کیا ہے۔ (واضح رہے کہ یہ ٹورنامنٹ ہندوستان میں منعقد ہو رہا ہے)

اسی طرح جنوری میں شروع ہونے والا دورہ بھی ملتوی کر دیا گیا ہے۔

O ویسٹ انڈیز 16 فروری سے 2 مئی تک کا طویل دورہ آسٹریلیا کرے گی جس میں وہ پانچ ون ڈے اور پانچ ٹیسٹ کھیلے گی۔ آسٹریلیا والے تو ابھی انگلش ٹیم سے فارغ ہوئے ہوں گے۔ کیونکہ انگلش ٹیم 2 نومبر سے 6 فروری تک آسٹریلیا میں ہوگی۔

شارجہ کپ

O شارجہ میں دو ملکی ٹورنامنٹ پاکستان اور سری لنکا کے درمیان کھیلا گیا۔ پہلے میچ میں سری لنکا کی ٹیم نے حیرت انگیز کامیابی حاصل کی۔ پاکستان نے پہلے کھیلتے ہوئے تمام کھلاڑیوں کے نقصان پر 171 سکور بنائے۔ سری لنکا نے یہ سکور 4 وکٹ کے نقصان پر پورا کر لیا۔ پاکستان کی طرف سے ایک مرتبہ پھر کپتان عمران خان نے بہترین انگیز کھیلی اعجاز بھی نمایاں سکورر رہے۔

دوسرے میچ میں سری لنکا نے ایک مرتبہ پھر ٹاس جیت کر پاکستان کو پہلے کھیلنے کی دعوت دی اور صرف 15 سکور پر اس کے تین کھلاڑی آؤٹ کر دئے۔ ایک مرتبہ پھر کپتان عمران خان اور اعجاز احمد نے عمدہ کھیل کا مظاہرہ کیا۔ نئے کھلاڑی عامر سہیل نے بھی اچھی بیٹنگ کی۔ پاکستان نے 43 اوورز میں 181 سکور کیا۔ اس کے جواب میں سری لنکا کی ٹیم وقار یونس اور مشتاق کی عمدہ بولنگ کی وجہ سے مقررہ 43 اوورں میں صرف 132 سکور بنا سکی۔ اس طرح پاکستان نے بہتر رن ریٹ کی بنیاد پر افن ٹرافی جیت لی۔ (مرتبہ:۔ طارق محمود ناصر ربوہ)

بقیہ از 34

تھا۔ ارد گرد گھاس اور لکڑی کی بہتات تھی۔ کلیو نے خچروں کو ویگن سے الگ کیا اور ان کی کاٹھیاں اتار دیں۔ پھر اس نے آگ جلائی۔ جب آگ اچھی طرح روشن ہو گئی تو وہ خچروں کو پانی پلانے لے گیا۔ واپسی پر اس نے انہیں دوسرے مویشیوں کے ساتھ اصطبل میں باندھ دیا جہاں ان کی حفاظت کے لئے چوکیدار موجود تھے جب کہ اس نے اپنا گھوڑا ویگن کے قریب ہی باندھ دیا۔ پھر اس نے کلہاڑی اٹھائی اور ندی کے کنارے سے رات کی آگ اور صبح کے ناشتے کے لئے لکڑی کاٹ لایا۔ چونکہ وہ ان کاموں کا عادی نہیں تھا اس لئے اسے سخت دقت اٹھانا پڑی اور کلہاڑی چلانے سے اس کے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے۔

اگلی صبح وہ پھر جلدی بیدار ہو گیا اور اس نے اپنے گھوڑے کو پانی پلایا۔ پھر اس نے اس پر زین کسی اور اسے ویگن کے پیچھے کے ساتھ باندھ دیا۔ آج ان کی پوزیشن قافلہ کی ویٹن لائن کے قریباً آخر پر تھی کیونکہ یہ پوزیشن ہر روز باری کے لحاظ سے تبدیل کی جاتی تھی۔ جب کلیو خچروں کو ویگن کے آگے جوت چکا تو وہ للی سے مخاطب ہوا "کیا آپ میرے گھوڑے پر سواری کرنا پسند کریں گی کیونکہ جب ہم دریا پار کرتے ہیں تو میں نہیں چاہتا کہ وہ ایسے ہی ویگن کے پیچھے بندھا رہے"۔ للی اس بات پر تیار ہو گئی۔

(باقی آئندہ)

اخبار مجالس

جاپان

22 تا 24 دسمبر جاپان کا سالانہ اجتماع سیشونن پارک ناگویا کے مقام پر ہوا۔ دلچسپ علمی اور ورزشی مقابلہ جات منعقد کئے گئے۔ نماز تہجد سمیت دیگر نمازوں اور درس و تدریس کا اہتمام کیا جاتا رہا۔ ٹوکیو اور ناگویا کی دو مجالس کے 63 خدام نے شرکت کی۔ اجتماع سے اختتامی خطاب امیر صاحب جاپان نے کیا اور خدام کو خون کا عطیہ دینے کی ترغیب دلائی جس میں 80 فی صد خدام نے عطیہ دیا۔

ضلع اسلام آباد

مجموعی طور پر 40 خدام اور اطفال نے ضلعی وقار عمل میں حصہ لیا۔ 10 خدام نے بلڈ گروپنگ کروائی۔ دوران ماہ فٹ بال، کرکٹ، سائیکل ریس، 50 میٹر اور 100 میٹر ریس اور کلائی پکڑنے کا مقابلہ ہوا۔

18 اور 19 اکتوبر کو ضلع اسلام آباد کی دو روزہ تربیتی کلاس کا انعقاد کیا گیا۔ کلاس کا افتتاح محترم امیر صاحب اسلام آباد نے کیا۔

دوران کلاس فٹ بال اور کرکٹ کے مقابلے کروائے گئے۔ علمی مقابلہ جات بھی ہوئے۔ مرکزی نمائندہ نے شرکت کی۔

اسٹیل ٹاؤن ضلع کراچی

19 اکتوبر کو مجلس اسٹیل ٹاؤن کا دوسرا سالانہ اجتماع ہوا۔ علمی و ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے۔ (اس اجتماع میں خدام کی حاضری اور دیگر تفصیل کا ذکر رپورٹ میں نہیں تھا)

ضلع سرگودھا

مکرم قائد صاحب ضلع سرگودھا نے ماہ ستمبر میں ادرحماں اور بھیرہ کا تربیتی دورہ کیا۔ اس دوران مجالس کو لائحہ عمل کے مطابق کام کرنے کی ہدایات کیں اور مختلف نصائح کیں۔

ضلع خوشاب

ماہ اکتوبر میں ضلع خوشاب کے مربیان نے ربیع الاول کے مبارک موقع پر 21 مقامات پر سیرت النبی کے جلسے منعقد کئے جس میں مجموعی طور پر 525 احباب شامل ہوئے۔

ضلع اٹک

29 اکتوبر کو جلسہ سیرۃ النبی منعقد ہوا۔ جلسہ میں آنحضور کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر ہوئیں۔ 13 خدام و اطفال نے شرکت کی۔

حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ

ماہ اکتوبر میں سیرۃ النبی کا جلسہ منعقد کیا جس میں 42 خدام و اطفال نے شرکت کی۔ اس سلسلے میں وقار عمل کیا گیا جس میں خدام نے بھرپور شرکت کی۔ شعبہ صنعت و تجارت کے تحت ایک جگہ سٹال لگا کر مجلس نے -/265 روپے کی کتب فروخت کیں۔

احمدیہ میڈیکل فری کیمپ

مجلس کے شعبہ خدمت خلق کے تحت میڈیکل فری کیمپ لگایا گیا اس کیمپ میں 212 مریضوں کو مفت ادویات دی گئیں۔ 5 احمدی ڈاکٹرز نے اپنی خدمات سرانجام دیں۔

ضلع خانیوال

11، 12 اکتوبر کو دو روزہ تربیتی اجتماع ہوا۔ اس میں محترم صدر صاحب مجلس نے مع دو علماء سلسلہ کے شرکت فرمائی۔ دوران اجتماع علمی و ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے۔ سوال و جواب کی دلچسپ مجلس کا انعقاد بھی ہوا۔ صدر صاحب نے اختتامی

خطاب کے ساتھ ساتھ انعامات بھی تقسیم فرمائے۔ اس اجتماع میں 185 خدام و اطفال نے شرکت کی۔

ربوہ

مجلس مقامی کے ایک خادم نعیم ہدایت خان صاحب فیصل آباد ڈویژن میں سوئمنگ کے مقابلوں کے لئے سیلیکٹ ہوئے اور فیصل آباد ڈویژن کی نمائندگی کرتے ہوئے لاہور میں ہونے والے مقابلوں میں نمایاں پوزیشن حاصل کرتے ہوئے تین مقابلوں میں پہلی اور تین میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔
اپنی نمایاں کارکردگی کی بناء پر پنجاب ٹیم میں سیلیکشن ہوئی اور اس کے تحت آل پاکستان سوئمنگ ٹورنامنٹ میں حصہ لیا اور وہاں بھی خدا کے فضل سے 2 مقابلوں میں (400 میٹر فری سٹائل اور 100 میٹر فری سٹائل) اول رہے۔ ایک میں دوسری اور ایک مقابلے میں تیسری پوزیشن حاصل کی۔ ادارہ خالد مجلس کو اور مکرم نعیم صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہے۔

ضلع لاہور

دارالذکر

دارالذکر مجلس نے لاہور میں ہونے والی نمائش میں بھرپور شرکت کی اور 5 خدام نے ڈیوٹی دی۔ 20 خدام نے وقار عمل میں شمولیت کی۔ ایک بک سٹال بھی لگایا گیا۔

وحدت کالونی

مجلس کے دس خدام پر مشتمل ایک وفد مختلف علمی اور ورزشی مقابلہ جات میں شرکت کے لئے ربوہ آیا۔ صدر شمالی سے ایک دوستانہ میچ میں ایک وکٹ سے فتح حاصل کی۔ دوسرا میچ صدر شرقی سے کھیلا جو میزبان ٹیم صدر شرقی نے جیتا۔ علاوہ ازیں مرکز میں موجود علماء سلسلہ سے متعدد ملاقاتیں بھی کیں۔
19 اکتوبر کو خدام نے شیخوپورہ تک سائیکل سفر کیا۔ دوران ماہ چار حلقوں کے 32 خدام نے 5 گھنٹے وقار عمل کیا۔
دارالذکر میں ہونے والے جلسہ سیرۃ النبیؐ میں مجلس کے 131 خدام نے شرکت کی۔ اس کے علاوہ مجلس میں سیرۃ النبیؐ کے جلسہ کا انعقاد کیا گیا جس میں 79 خدام شامل ہوئے۔ دوران ماہ 7 اجلاسات عام اور 7 تربیتی اجلاسات ہوئے۔

ٹاؤن شپ

مجلس کا ایک روزہ اجتماع ہوا۔ 80 خدام اور 78 اطفال نے شرکت کی۔ 5 مختلف علمی مقابلہ جات اور 8 ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔

اسلامیہ پارک

مجلس کا ایک روزہ اجتماع 19 اکتوبر کو منعقد ہوا۔ 60 خدام نے شرکت کی۔ پروگرام کے آخر پر مثالی وقار عمل بھی ہوا جس میں 60 خدام نے حصہ لیا۔ مختلف علمی اور ورزشی مقابلہ جات بھی ہوئے۔

ضلع بھکر

مجلس سطح پر ایک ٹورنامنٹ منعقد کرایا گیا اس میں اتھلیٹکس اور دوسرے مقابلے کرائے گئے۔ مرکزی نمائندہ نے بھی شرکت کی۔ اس کے ساتھ ایک جلسہ سیرۃ النبیؐ بھی منعقد کیا گیا۔ کل حاضری 88 رہی۔

دارالفضل فیصل آباد

قیادت کا دو روزہ مقامی اجتماع 18 اکتوبر کو ہوا۔ تربیتی تقاریر کے علاوہ ورزشی اور علمی مقابلے کروائے گئے۔ اجتماع کے افتتاح اور اختتام پر مرکزی نمائندہ نے شرکت کی۔ اجتماع کی اختتامی تقریب میں ایڈیٹر خالد نے بھی شرکت کی۔ اجتماع سے اختتامی خطاب امیر صاحب جاپان نے کیا اور خدام کو خون کا عطیہ دینے کی ترغیب دلائی جس میں 80 فی صد خدام نے عطیہ دیا۔

چک L-۵/۳ ضلع جھنگ

مورخہ ۲۰، ۲۱ ستمبر ۱۹۹۰ء کو دو روزہ تربیتی اجتماع ہوا۔ علمی

ورزشی مقابلہ جات کے علاوہ تربیتی تقاریر ہوئیں۔ کل حاضری ۱۴۶ تھی۔ ۲۰ مہمانوں نے بھی شرکت فرمائی۔

ناصر آباد سندھ

۷ تا ۱۴ ستمبر ہفتہ تربیت منایا گیا۔ روزانہ عشاء کے بعد اجلاس کا انعقاد کیا گیا۔ پانچ بنیادی اخلاق پر توجہ دلائی گئی۔

میانوالی

مؤرخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۰ء کو میانوالی کا ضلعی اجتماع ہوا۔ ۲۷ خدام ۱۲ اطفال اور ۲۹ انصار نے شمولیت کی۔

اجتماع

خدام الاحمدیہ کینیڈا کا اجتماع۔ حضور ایدہ اللہ کا پیغام۔

مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا کا تیسرا سالانہ اجتماع ۲۴ تا ۲۶ اگست ۹۰ء کو ہوا۔

اس میں علمی اور تربیتی موضوع پر تقاریر ہوئیں۔ علمی اور ورزشی مقابلہ جات کا انعقاد بھی ہوا جس میں خدام و اطفال نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

ورزشی مقابلہ جات میں کھیلوں کے دوران کینیڈا کی پارلیمنٹ کے معزز رکن جناب جم کاری جیانس کے ہمراہ مسٹر جو بھی تشریف لائے اور مختلف کھیلوں میں دلچسپی لی اور اجتماع میں شرکاء سے بے تکلفی سے بات چیت کی۔ اس اجتماع پر پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو پیغام بھجوایا تھا تبرکاً ہم اسے قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

"پیارے خدام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے اس اطلاع پر بے حد خوشی ہوئی ہے کہ آپ نے اپنے نیشنل اجتماع کا انعقاد کیا ہے۔ ان دنوں جب کہ ساری دنیا میں بے چینی اور بے یقینی پھیلی ہوئی ہے صرف ہماری جماعت ہی ہے جو تمام بنی نوع کو حقیقی امن اور یکجہتی مہیا کر سکتی ہے۔ ہمارے اس اجتماع جیسی تقریبات، ہمارے لئے یہ موقع مہیا کرتی ہیں کہ ہم ابدی سلامتی اور اتحاد کا اظہار کر سکیں۔ ہمیں تہہ دل سے خدا کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ اس نے ہمیں اس تقریب میں شرکت کی توفیق عطا فرمائی۔

خدا تعالیٰ آپ سب کو اپنی رحمت عطا فرمائے اور آپ میں سے ہر ایک کو پوری طرح تمام ورزشی اور علمی مقابلہ جات میں شرکت کا موقع عطا فرمائے۔ خدا تعالیٰ سے یہ بھی دعا ہے کہ وہ آپ سب کو اس اخلاقی اور روحانی تربیت سے استفادہ کا موقع بھی عطا فرمائے جو ہمارے اس اجتماع کا ایک لازمی حصہ ہے۔ آمین

خدا تعالیٰ آپ سب کو اپنی رحمتوں اور برکتوں سے نوازے۔ آمین

والسلام
مرزا طاہر احمد
خلیفۃ المسیح الرابع
(انگریزی سے ترجمہ)

MONTHLY **KHALID** RABWAH
Regd. No: L 5830 JANUARY 1991
EDITOR - MUBASHIR AHMAD AYAZ